سبحٰنه وتعالیٰ عما یصفون

الحمد لله کہ اندنون تازہ افادات اکمل الکملا
وافضل الفضلا اوحد زمن مولانا احمد حسن عم فیضهم الغنی
رسالہ نافعہ و عجالہ رائعہ مسمّیٰ بہ

تنزیه الرحمٰن عن شائبة الکذب والنقصان

حسب فرمائش جناب حافظ امیر الدین
صاحب بحسن اہتمام ہردل عزیز منشی عبد العزیز صاحب تاجر
آخر محرم الحرام ١٣٠٦ ہجریہ کو

کانپور مطبع عزیزی میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب ترے وصفونکے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد بیحد اوس جامع صفات کمالیہ کو سزا ہے جسکی ذات شائبہ امکان کذب سے منزہ اور تمام عیوب و نقص سے برا ہے ۔ اور صفات ناقصہ سے پاک ہونا صرف اوسکے وجوب کا مقتضا ہے ۔ اور نعت لاتعد اوس نبی صادق و مصدوق کو زیبا ہے جسنے چراغ ہدایت ہم گمراہون کے راستے مین رکھا ۔ اور اوسکی نبوت کی گواہی نے لاحقین کو خیر امم سابقین سے ملقب کیا ۔ تمام انبیا کے کمالات کا ظہور اوسکے نور کا جلوہ ہے ۔ سب موجودات سے پردہ عدم کا دور ہونا اوسکے فیض کا کرشمہ ہے ۔ اس ہیچمیرز کو کیا یارا کہ اوس ممدوح باری کی توصیف کا ذکر زبان پر لائے ۔ اور آپکی تعریف کے لائق ایک کلمہ بھی بیان کرسکے ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا خلعت فاخرہ اس قامت زیبا پر راست ۔ اور خاتم الرسل ہونیکا کسوت گران بہا اسی عنصر لطیف پر درست ہے علیہ و علی آلہ و اصحابہ اتباع

افضل الصلوٰۃ والتسلیم - آنجناب کے مددگار حضرت ابوبکر یار غار و حضرت عمرؓ
معدلت شعار حضرت عثمان ذی النورین جان نثار و حضرت علیؓ میدان علم کے
شہسوار یہ ہر چہار اصحاب عمارت دین کے چار رکن رکین ہین - انکے دوستدار
مستحق درجات اعلی علیین ہین - بعد حمد و نعت کے خادم طلبہ مسکین امیر الدین
طالبان حق اور منزہین قادر مطلق کیخدمت بابرکت مین عرض رسا ہے - کہ اس
زمان پر آشوب مین یہ نوبت پونہچی کہ ہمارے علماے دین بجاے ہدایت خلق
ایسے مسئلون مین بحث کرنے لگے جو عوام کی گمراہی کا باعث ہون اور مخالف
دین کی موجب طعن و مضحکہ اوسپر طرہ یہ ہے کہ نہ علماے محققین کے اقوال ملاحظہ
کرتے ہین نہ اہل حق کا کہنا مانتے ہین بلکہ ایسے خوفناک امر کی اشاعت کے لیے
مجلسین منعقد کرتے ہین اور اہل حق کے چھیڑنے کے لیے دور دور تک استفتے
بھیجے جاتے ہین والی اللہ المشتکی چنانچہ اندنون اس قسم کا ایک استفتا دیوبند
سے حضرت استاذی افضل الفضلا اکمل الکملا سلطان المحققین فخر المدققین البحر القمقام
النحریر الفہام جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول محط رحال کرام مرجع
خواص و عوام فخر زمن مولانا حافظ احمد حسن عم فیضہ کی خدمت سراپا برکت مین
اس مضمون کا آیا کہ امکان کذب باری مذہب اہل سنت و جماعت ہی یا نہین اور
اسکا قائل حق پر ہے یا امتناع کذب کا معتقد راہ راست پر ہر چند حضرت محتشم الیہ
کو عدیم الفرصتی مانع وقت - اور کثرت اسباق نے تحریر جواب فتوی ہذا کی مہلت

نہ تھی مگر سائل کی خاطر شکنی کے لحاظ سے بطریق ارتجال تقاضای استعجال سے استفتا مذکور کا جواب تحریر فرمایا۔ جسمین امکان کذب باری تعالی کا استحالہ اور امتناع کذب باری کو بدلائل قطعیہ یقینیہ ثابت کیا۔ اگرچہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے جناب ممدوح الصدر نے مختصر لکھا۔ لیکن چونکہ اصل ثبوت دعوی کے لیے دلیل کافی اور رد زعم امکان کذب جلشانہ کے لیے برہان وافی تھی اسلیے منصفین نے جب بہ نظر انصاف دیکھا بہت پسند کیا اور جابجا سے اوس فتوی کی طلب مین اسقدر خطوط آئے جنکی تعمیل دشوار تھی لہذا اس خاکسار ذرہ بمیقدار نے کمر ہمت چست کر کے یہ ارادہ مصمم کیا کہ یہ جواب بطور کتاب چند اوراق مین درست کر کے مطبوع کرا دیا جاوے تاکہ احقاق حق سب پر ظاہر ہو جاوے۔ راقم کو صرف عوام کی نفع رسانی مدنظر ہے۔ اب یہان سے صفحات تالیات مین جواب کے کلمات طیبات اصل سوال کی نقل کرنے کے بعد درج کیے جاتے ہین واللہ ولی الافادہ والاستفادہ وبیدہ ازمۃ الحفاظۃ عن المغلطۃ۔

سوال

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہین حامیان شرع احمدی اس مسئلہ مین کہ زید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امکان کذب باری تعالی یعنی باریتعالی کا متصف بکذب ہونا ممکن ہے اور عقیدہ اہل سنت وجماعت اسیکو جانتا ہے اور یہ دلیل بیان کرتا ہے کہ رد المحتار مین آیا ہے کہ ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر

ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصاً
بل جوداً وکرماً اور نیز یہ بھی کہتا ہے کہ اگرچہ مصرح الفاظ مین خلف فی الوعید ہے
مگر جبکہ امکان کذب فرع خلف فی الوعید ہے لہذا عبارت مواقف ومقاصد
ضرور بالضرور مستلزم کذب باری تعالیٰ کو ہوگی اور عمرو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صادق
حقیقی کذب سے منزہ ومبرا ہے ذات باری کو یہ دھبہ نقصان لگانا ہے اعوذ
باللہ وتعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اور ہرگز ہرگز امکان کذب کو فرع
خلف فی الوعید کی نہین مانتا اب ان دونون عقیدون مین کون حق اور کون
ناحق ہے اور عبارت مواقف ومقاصد کا کیا مطلب ہے آیا زید معنی حق سمجھا ہے
یا عمرو یا اور کوئی معنی ہین اوسکی تفصیل مرقوم ضرور بالضرور ہو اور معتقدین مین سے
ایک کو دوسرے کے مقابلے مین کیا کہنا چاہیے زیادہ تر زبان درازی اس
امر مین کیسی ہے بالتفصیل ارقام فرمائیگا۔

الجواب

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم والصلوة والسلام
علی نبیک الکریم وصحبہ واھل بیتہ وازواجہ واتباعہ اجمعین
اقول مستعینا بملھم الصدق والصواب صورت مسئولہ مین عمرو کا عقیدہ
بہت درست اور صحیح ہے بلاشک وشبہ سبحانہ تعالیٰ امکان کذب سے منزہ ومبرا ہے اور یہی اعتقاد اہل
سنت والجماعۃ کثرھم اللہ تعالیٰ کا ہے البتہ فرقہ ضالہ مرداریہ امکان کذب باری تعالی کا قائل ہے اس دعوی کے

ثبوت مین اولاً اقوال مفسرین اور ثانیاً عبارات متکلمین اور ثالثاً نصوص اصولیین وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ذیل مین درج کئے جاتے ہین اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین فرماتے ہین وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا قولا ہذہ الجملۃ بمنزلۃ التعلیل لقولہ لا ریب فیہ فان اخبارہ تعالیٰ لا یحتمل تطرق الکذب الیہ بوجہ من الوجوہ لانہ نقص مستحیل علی اللہ تعالیٰ فما ثبت بقولہ تعالیٰ فھو حق لا ریب فیہ اور قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین بیان فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا انکار ان تکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال اور صاحب تفسیر حقانی جلد اول مین یون نقل کرتے ہین لا ریب فیہ وھو ان لم یبتہ الی حد الایجاب لکن اوجبہ اخبار اللہ تعالیٰ عنہ لانہ (من اصدق من اللہ حدیثا) لانہ عبارۃ کلامہ الازلی الذی لا دخل للکذب فیہ لانہ نقص والغیر وان دلت الدلائل علی صدقہ فکذبہ ممکن اذا لم ینظر الیھا تفسیر مدارک مطبوعہ مصر مین درج ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا تمیز وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالیٰ بقبحہ لکونہ اخبارا عن الشئ بخلاف ما ھو علیہ اور تفسیر خازن مین ہے فَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا یعنی لا احد اصدق من اللہ تعالیٰ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب اور امام المفسرین وفخر المتکلمین فخر الدین رازی تفسیر کبیر کی جلد سوم مین کس

تصریح سے اس مطلب کو ادا فرماتے ہین المسئلة السادسة قوله (وَمَنْ اَصْدَقُ
مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) استفهام علے سبيل الانكار والمقصود منه بيان انه يجب
كونه تعالى صادقا وان الكذب والخلف فى قوله تعر محال واما المعتزلة فقد
بنوا ذلك علے اصولهم الخ واما اصحابنا فدليلهم آه اور نیز وہی نطاع العلما
سند الفضلا تفسیر نیشاپوری کی جلد سوم مین زبان صدق ترجمان سے اس مسئلہ کے بارہ مین
ارشاد کرتے ہین فقد جوز الكذب علے الله تعالى وهذا خطاء عظيم بل يقرب
من ان يكون كفرا فان العقلاء اجمعوا علے انه تعالى منزه عن الكذب تفسیر ابو سعود
مین ہے (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) انكار لان يكون احد اصدق منه تعالى
فى وعده وسائر اخباره وبيان الاستحالة كيف لا والكذب محال عليه سبحانه
دون غيره یہ عبارات ونصوص حضرات مفسرین کے جو یہانتک نقل کیے گئے استحالہ
امکان کذب باری تعالی پر بلا شک وشبہ حجج ساطعہ وبراہین قاطعہ ہین اور یہ مدعا
اقوال مفسرین سے ایک اور طریقہ پر بھی ثابت ہو سکتا ہے جسکے لیے تفصیل فی الجملہ
درکار ہے کہ اشاعرہ رحمہم اللہ تکلیف مالا یطاق کو جائز رکھتے ہین اور اپنے دعوی
کے ثبوت مین ان آیات سے استشہاد لاتے ہین جنمین خداوند کریم نے اشخاص
معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے اور استشہاد کی تقریر اسطور پر کرتے ہین
کہ ایمان ابولہب وغیرہ محال اور غیر ممکن ہے حالآنکہ وہ ایمان کے مکلف ہین اگر
تکلیف مالا یطاق جائز نہوتی تو ان کفار کو ایمانکی تکلیف نہ دیجاتی اور انکے ایمان کا

محال ہونا ظاہر ہے اسلیے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہوتا تو اسکے وقوع
سے محال لازم آتا کیونکہ امکان کا مقتضا یہی ہے حالانکہ صورت ہذا مین بر تقدیر
وقوع ایمان اشخاص معلومہ کے کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے والمستلزم
للمحال محال - اب مین کہتا ہون کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک خدا کے کلام لفظی مین
کذب ممکن ہو تو اُنکے اس استدلال کے کچھہ معنی نہین ہو سکتے اسلیے کہ جب انکے
نزدیک خدا کا کذب ممکن ہے تو ابولہب کا ایمان غیر ممکن اور محال کیونکر ہوا اسواسطے
کہ اس ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر یہ ایمان واقع ہوگا تو وا جب
جل مجدہ کا جھوٹ لازم آئیگا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو انلوگون کے ایمان
لانے مین پھر کوئی قباحت نہین وہذا خلف پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک خدائے
تعالی کا کذب ممکن نہین چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہے والایۃ مما احتج بہ من جوز
تکلیف بالا یطاق فانہ سبحانہ وتعالی اخبر عنہم بانہم لا یومنون فیجتمع الضدان
اہ اور فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین وذہب بعض الاشعریۃ الی
وقوع التکلیف بالممتنع لذاتہ واستدلوا بہذہ والمراد بالجواز الجواز الوقوعی و
بمالا یطاق الممتنع لذاتہ والا فالجواز مطلقا ووقوع التکلیف بما لیس بممتنع
لذاتہ متفق علیہ بینہم وحاصل الاستدلال انہ سبحانہ وتعالی اخبر
بانہم لا یؤمنون وامرہم بالایمان وہو ممتنع اذ لو کان ممکنا لما لزم من فرض وقوعہ
محال لکنہ لازم اذ لو امنوا انقلب خبرہ تعالی کذبا وشمل ایمانہم الایمان بانہم

لایومنون لکونہ مما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایمانہم بانہم لایومنون
فرع اتصافہم بعدم الایمان فیلزم اتصافہم بالایمان وعدم الایمان فیجتمع
الضدان وکلا الامرین من انقلاب خبرہ تعالی کذبا واجتماع الضدین محال
ومایستلزم المحال محال اور علامہ ابو سعود فرماتے ہیں والآیۃ الکریمۃ مما استدل
بہ علی جواز التکلیف بما لا یطاق فانہ تعالی قد اخبر عنہم بانہم لا یومنون
فظہر استحالۃ ایمانہم لاستلزامہ المستحیل الذی ہو عدم مطابقۃ اخبارہ تعالی
للواقع مع کونہم مامورین بالایمان باقین علی التکلیف آہ اور امام فخر الدین رازی
اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں المسئلۃ الثانیۃ احتج اہل السنۃ بہذہ وکل ما
اشبہہا من قولہ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وقولہ ذَرْنِي وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِيدًا الی قولہ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا وقولہ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ علی تکلیف
ما لا یطاق وتقریرہ انہ تعالی اخبر عن شخص معین انہ لا یومن قط فلو صدر منہ
الایمان لزم انقلاب خبر اللہ تعالی الصادق کذبا والکذب عند الخصم قبیح
وفعل القبیح یستلزم اما الجہل واما الحاجۃ وہما محالان علی اللہ تعالی والمفضی
الی المحال محال فصدور الایمان والتکلیف بہ تکلیف بالمحال وقد یذکر ہذا
فی صورۃ العلم وہو انہ تعالی لما علم منہ انہ لا یومن فکان صدور الایمان
منہ یستلزم انقلاب علم اللہ جہلا وذلک محال ومستلزم المحال محال
اور تکلیف ما لا یطاق کے مانعین یعنی ماتریدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب اسطور

بیان فرماتے ہین کہ متنازع فیہ جواز تکلیف مالایطاق غیر ممکن لذاتہ اور ممتنع بنفسہ
کا ہے اور وہ بیان لازم نہین آتا بلکہ ممتنع لغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور
وہ متنازع فیہ نہین ہے بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ نہین تسلیم کرتے کہ ممکن بالذات
ممتنع بالغیر سے محال بالذات لازم نہین آتا دیکھو کہ عدم معلول اول ممکن بالذات
ممتنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے والا یلزم
تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وھو محال ہان اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع
بالغیر پر نظر نہ کیجاے تو بیشک اس سے محال بالذات لازم نہ آئیگا پس ما نحن فیہ جبکہ ابولہب
وغیرہ کا ایمان بسبب خبر دینے اور علم باری کے ممتنع بالغیر ہو گیا ہے تو اگر بر تقدیر وقوع
کے محال بالذات یعنی کذب اور جہل باری کو مستلزم ہو تو اوسکے امکان ذاتی کی منافی
نہین اب اہل انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر ماتریدیہ وغیرہ کے نزدیک
خدا تعالیٰ کا کذب ممکن بالذات ہوتا تو اس تطویل لاطائل کی کیا حاجت تھی صرف
اتنا ہی جواب کافی تھا کہ باریتعالیٰ کا کذب کلام لفظی مین ممکن بالذات ہے پس خدا کے
خبر دینے سے یہ ایمان غیر ممکن بالذات نہین ہو سکتا کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کی کوئی
قباحت لازم نہین آتی غایۃ ما فی الباب کذب باری لازم آئیگا اور وہ محال بالذات
نہین پس ایمان ابولہب کیونکر محال بالذات ہوا پس معلوم ہوا کہ مشائخ ماتریدیہ کا بھی وہی
مذہب ہے جو اشاعرہ کا مشرب ہے یعنے خدا کے کلام لفظی کا بھی کاذب ہونا ممتنع بالذات
وغیر ممکن ہے اب ملاحظہ کیجیے کہ حضرت علماے مفسرین استدلال مذکور کا کیا جواب

دیتے ہین مگر مین بلحاظ اختصار بعض مفسرین کے اقوال پر اکتفا کرتا ہون علامۂ بیضاوی
اور ابو سعود لکھتے ہین والاخبار بوقوع الشئ او عدمه لا ینفی القدرة علیه کاخباره
تعالی عما یفعله هو والعبد باختیاره فاضل لاہوری اسکی تقریر اسطرح کرتے ہین
قوله والاخبار اه جواب عن الاستدلال المذکور وحاصله ان ایمانهم لیس من المتناع
فیه لانه امر ممکن فی نفسه وباخباره تعالی بعدم الایمان لا یخرج من الامکان غایته
انه یصیر ممتنعا بالغیر واستلزم وقوعه الکذب او اجتماع الضدین بالنظر الی ذلک
لان اخباره تعالی بوقوع الشئ او عدم وقوعه لا ینفی قدرته علیه ولا یخرجه من
الامکان الذاتی لامتناع الانقلاب وانما ینفی عدم وقوعه او وقوعه فیصیر
ممتنعا واللازم للممکن ان لا یلزم من فرض وقوعه نظرا الی ذاته محال واما بالنظر الی
الامتناع فقد یستلزم الممتنع بالذات کاستلزام عدم المعلول الاول عدم الواجب
انتهی عبارات حضرات متکلمین رضی الله تعالی عنهم خلاصۂ آل عبا سند العلماء سید سند علیه
الرحمة شرح مواقف مین نص کرتے ہین تفریع علی ثبوت الکلام لله تعالی وهو انه
یمتنع علیه الکذب اتفاقا اما عند المعتزلة فلوجهین الاول انه الخ والثانی انه منافی
لمصلحة العالم لانه اذا جاز وقوع الکذب فی کلامه ارتفع الوثوق عن اخباره بالثواب
والعقاب وسائر ما اخبر به من احوال الآخرة والاولی اه اما امتناع الکذب علیه
تعالی عندنا فلثلثة اوجه الاول انه نقص والنقص علی الله تعالی محال اجماعا الخ اور
امام المحققین جلال الدین دوانی شرح عقائد جلالی مین دربارۂ تنزیہات باری عز اسمه

یون نص فرماتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجھل ولا الکذب لانہما نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اور دوسرے مقام مین عضد الملۃ والدین صاحب عضد یہ فرماتے ہین وھو منزہ عن جمیع صفات النقص کما سبق من اجماع العقلاء علی ذلک اور صاحب مواقف نے بعد رد کرنے فرق باطلہ کے لکھا ہے واما الفرق الناجیۃ فھم الاشاعرۃ والسلف من المحدثین واہل السنۃ والجماعۃ وقد اجمعوا انہ لیس فی حیز ولا جہۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولا شئی من صفات النقص اھ اور صاحب حاشیہ خیالی شرح عقاید کے قول کیف ھو تبدیل کے ذیل مین کہتے ہین بل کذب منتف بالاجماع ایک اور استدلال اقوال متکلمین سے طالبین حق کے پیش نظر کرتا ہون کہ دراصل مشائخ کرام ماتریدیہ کثرہم اللہ اور معتزلہ ہداہم اللہ کے نزدیک اشیا کا حسن و قبح عقلی ہے اور اشاعرہ رحمہم اللہ کے نزدیک شرعی ہے چنانچہ اسکی تفصیل بفضلہ تعالی بیان کیجائیگی معتزلہ نے اشیا کے حسن و قبح عقلی ہونے کے چند وجوہ بیان کی ہین جیسا کہ مسلم الثبوت و شرح مواقف مین مذکور ہے منجملہ ان وجوہات کے دو طریق الزامی بیان کیے ہین جنمین سے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حسن و قبح عقلی نہ ہوتا تو خدا کا جھوٹ بولنا کیونکر محال ہوتا وھو باطل بالاجماع اشاعرہ اس کا جواب یون دیتے ہین کہ ہمارے نزدیک خدا کے کذب کا محال ہونا قبح عقلی پر مبنی نہین تا کہ اسکی انتفاء سے کذب باری کا امتناع ثابت نہ ہو سکے بلکہ جائز ہے کہ اسکی وجہ کوئی اور ہو ناظرین اہل انصاف اس سے بخوبی معلوم کر سکتے ہین کہ اہل سنت

والجماعت کا مذہب یہی ہے کہ امکان کذب باری محال ہے صرف استدلال کی تعیین طرق مین کلام ہے شرح مواقف کی عبارت جو ذیل مین درج کیجاتی ہے اسپر شاہد ہے

واما الطریقان الالزامیان فاحدھما لو حسن من اللہ کل شئی کما اقتضاہ مذھبکم من ان القبح انما ھو لاجل النھی الذی لا یتصور فی فعالہ لحسن ای لو یمتنع منہ الکذب وفی ذلک ابطال للشرائع وبعثۃ الرسول بالکلیۃ لانہ قد یکون فی تصدیقہ النبی بالمعجزۃ کاذبا فلا یمکن حینئذ تمییز النبی عن المتنبی فلا یثبت الاحکام الشرعیۃ وینتفی فائدۃ البعثۃ وانہ باطل بالاجماع ولحسن منہ ایضا خلق المعجزۃ علی ید الکاذب وعاد المحذور الذی ھو سد باب النبوۃ والجواب ان مدرک امتناع الکذب منہ تعالی عندنا لیس ھو قبحہ العقلی حتی یلزم من انتفائہ ان لا یعلم امتناعہ اذ یجوز ان یکون لہ مدرک اخر وقد تقدم ھذا فی مباحث کونہ تعالی متکلما آہ اور اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالی آگے آئیگی اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید مین دربارۂ امتناع جواز تکلیف ما لا یطاق نص کیا ہے وقد یستدل بقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا علی نفی الجواز وتقریرہ انہ لو کان جائزا لما لزم من فرض وقوعہ محال ضرورۃ ان استحالۃ اللازم یوجب استحالۃ الملزوم تحقیقا لمعنی اللزوم لکنہ لو وقع لزم کذب اللہ تعالی وھو محال وھذہ نکتۃ فی بیان استحالۃ کل ما یتعلق علم اللہ وارادتہ واخبارہ بعدم وقوعہ وحلھا انا لا نسلم ان کل ما یکون ممکنا فی نفسہ لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجب

ذلك لو لم يعرض له الامتناع بالغير ولا الجواز انيكون لزوم المحال بناء على الامتناع
بالغير الا ترى ان الله تعالى لما اوجد العالم بقدرته واختياره فعدمه ممكن فى نفسه
مع انه يلزم من فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل
ان الممكن لا يلزم من فرض وقوعه محال بالنظر الى ذاته اما بالنظر الى امر زائد على نفسه
فلا نسلم انه لا يستلزم المحال نصوص علماء اصول رضوان الله عليهم اجمعين استاذ
اساتذة الهند ملا نظام الدين سهالوى شرح مسلم الثبوت كى اس مقام مين فرماتے
هين وثانيا انه اى الحكم عقلا لو لا لم يمتنع الكذب منه تعالى والتالى باطل لان
الكذب منه لو كان جائزا فلا يمتنع اظهار المعجزة على يد الكاذب فانه من شعب
الكذب واذ قد جاز فالاكاذيب كلها سواسية فينسد باب النبوة وهو مفتوح
البتة اور مولانا عبد العلى بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مين لكهتے هين
لاستحالة الكذب هناك اور صدر الشريعة توضيح مين يون تنقيح كرتے هين وانما
عدل عن الامر الى الاخبار لان المخبر به ان لم يوجد فى الاخبار يلزم كذب الشارع
اور علامة سعد الملة والدين اسى قول پر تلويح مين بيان فرماتے هين لانه اذا حكم
بثبوت شئ لشئ او نفيه عنه فان لم يتحقق ذلك لزم كذب الشارع وهو
محال يهان تك تو اقوال وتصريحات علماى كرام وفضلاء عظام واسطے ثبوت مدعا كے
مذكور بالا كے نقل كيے گئے اب اسى مدعا پر ايک دليل عقلى قايم كيجاتى هے جسكے
مقدمات علماء كلام كے اقوال سے مستنبط هين وه يه هے كه بيشک اضداد

صفات کمالیہ نقائص ہین اور ذات باریتعالی صفات ناقصہ سے مبرا ہے قال
فی شرح العقائد النسفیۃ علی ان اضدادھا نقائص یجب تنزیہہ تعالی عنہا اور
رفع احد المتناقضین ثبوت دوسرے کو مستلزم ہے قال ابو الحسن الشہید فی حاشیۃ
علی ذلک الشرح فی توضیح العبارۃ المذکورۃ للبداھۃ العقلیۃ بان رفع الحیوۃ
ورفع القدرۃ ونحوہ نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالی بالاجماع وارتفاع احد
المتنافیین یستلزم ثبوت الآخر ضرورۃ اور چونکہ خدا کا متکلم ہونا بکلام صادق ومطابق
واقع ظاہر وباہر ہے لہذا اسکی نقیض جسکا محصل کذب ہے واجب الرفع ہوگی
وہو المدعی اب وہ شکوک وشبہات جو براہین قاطعہ مذکورہ بالا پر بادی النظر مین مخطور
بالبال ہوسکتی ہین مع دفعات ذیل مین درج کیجاتی ہین - اگر یہ کہا جاے کہ خدا
تعالی کا جمیع نقائص سے کہ منجملہ انکے کذب بھی ہے مبرا ہونا کیونکر متفق علیہ عقلا ہوسکتا
ہے حالانکہ بعض اکابر عقلا یعنی اشاعرہ کے نزدیک تمام اشیاء کا حسن وقبح شرعی ہے
فما راہ الشرع حسنا فہو حسن وما قال انہ قبیح فہو قبیح اور عقاید عضدیہ مین منصوص
ہے ولا حاکم سواہ فلیس للعقل حکم فی حسن الاشیاء وقبحہا وفی کون الفعل سببا
للثواب والعقاب تو اسکا جواب یہ ہے کہ حسن وقبح کے تین معنی ہین دو انمین سے
اتفاقا عقلی ہین اور ایک متنازع فیہ اور فیما نحن فیہ مین قبح بمعنی نقصان عقلی قرار
دیا ہے اور وہ اتفاقا عقلی ہے کما قال الدوانی قالوا الحسن والقبح یطلق علی ثلثۃ
معان الاول صفۃ الکمال والنقص والثانی ملائمۃ الغرض ومنافرتہ وقد یعبر عنہما

بالمصلحة والمفسدة ولا نزاع فی ان هذین المعنیین ثابتان للصفات فی نفسها
وان ماخذهما العقل والثالث المدح والذم عاجلا والثواب والعقاب اٰجلا وهو
محل الخلاف اور ایسا ہی مسلم الثبوت اور تلویح وغیرہ مین مذکور ہے اور صاحب
مسلم الثبوت نے رد امکان کذب باری تعالیٰ مین اسطرح پر ذکر کیا ہے والجواب انہ
نقص وقد مر انہ لا نزاع فیہ وما فی المواقف ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح
العقلی فممنوع لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان او فعلا من الاستحالات
العقلیة ولذلک تنبہ الحکماء لکن یلزم علی الاشاعرة امتناع تعذیب الطایع
کما هو مذهبنا ومذهب المعتزلة فانه نقص مستحیل علیہ تعالی شانہ اور اگر
کوئی یون وہم کرے کہ جب کذب باری تعالی بالنظر الی الذات محال ہے تو ان براہین (دوسرا شبہ)
قطعیہ کے کیا معنی ہونگے اسلیے کہ برتقدیر انکی محالیت اوسکی معلل ومثبت بالغیر ہوگی
تو اسکا جواب یہ ہے کہ براہین واسطہ فی الاثبات ہین نہ واسطہ فی الثبوت اور (جواب)
استحالہ بالذات کی منافی واسطہ فی الثبوت ہوتا ہے نہ واسطہ فی الاثبات غایۃ
ما فی الباب یہ ہے کہ محالیت اوسکی نظری ہوگی جیسے کہ وجوب بالذات براہین سے
مثبت ہے اور یہ منافی اوسکی ذاتیت کی نہین ہے اور تحقیق واسطہ فی الاثبات
اور واسطہ فی الثبوت کے مولانا بحر العلوم قدس سرہ کے حواشی سے بخوبی ہو سکتی
ہے۔ اور اگر یون کہا جاوے کہ جمیع عبارات دال امتناع کذب باری تعالے (تیسرا شبہ)
سے امتناع بالغیر مراد ہے۔ اور یہ امکان بالذات کی منافی نہین اسکا جواب یہ ہے (جواب)

کہ جب لفظ استحالہ اور امتناع مطلق واقع ہوتے ہین تو اُسکا فرد کامل یعنی امتناع بالذات
مراد ہوتا ہے جیسا کہ جب وجوب اور امکان مطلق استعمال کئے جاتے ہین تو وجوب بالذات
اور امکان بالذات مراد ہوتا ہے کما لا یخفی علی الماہر ہا سوا اسکے عبارات مستندہ مین
فقط لفظ امتناع و استحالہ نہین تاکہ عذر مذکور کی گنجایش ہو بلکہ - لا یجوز - ولا یحتمل - ولا یتطرق
ولا یدخل - وغیرہ الفاظ جو امکان کے مساوق اور مرادف ہین وہ بھی مصرح ہین اور
یہان بھی احتمال بالغیر کا نکالنا بلا ضرورت حقیقت سے مجاز کیطرف عدول کرنا ہی وہو
ظاہر البطلان چنانچہ کتب عقاید و اصول مین موجود ہے یجب حمل النصوص علی ظواہرہا حتی
الامکان فتدبر اول اب بعد فراغ استدلالات امتناع کذب باریتعالیٰ زید کے استدلال کیطرف
توجہ کیجاتی ہے جو اُسنے عبارت شامی وغیرہ سے کیا ہے وہ استدلال بچند وجوہ مخدوش
ہے اول یہ کہ خلف فی الوعید جسکو مستند و دلیل ٹھہرایا ہے وہ قول محققین نہین پھر
فرع اوسکی کیسے قابل اعتبار اور سزاوار اعتقاد ہوگی خود علامہ شامی نے بعد نقل کرنے
عبارت مستشہد زید کے نقل کیا ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ
وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ مَا
یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وقولہ تعالیٰ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ ای وعیدہ وانما یمدح بالعفو
خاصۃ اور نیز اوسکی چند سطرون کے بعد نقل کیا ہے لکنہ مبنی علی جواز العفو
عن الشرک عقلاً وعلیہ ینبنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح
خلافہ اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفیہ مین تصریح

ق ع۳ ۔ س ۵۰ ۔ پ ۲۶

کی ہے۔ عبارتہ ہکذا زعم بعضہم ان الخلف فی الوعید کرم فیجوز من اللہ تعالیٰ و
المحققون علی خلافہ وکیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی
اور محقق دوانی نے اسی مطلب کو شرح عقاید جلالی مین یون بیان فرمایا ہے وقیل
ان المحققین علی خلافہ کیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول
لدی۔ اور جو کہ واحدی نے دربارہ جواز خلف فی الوعید اپنی تفسیر بسیط مین یون بیان
کیا ہے والثانی ان قولہ فجزاءہ جہنم معناہ الاستقبال ای انہ سیجزی بجہنم
ھذا وعید قال وخلف الوعید کرم اوسکا رد امام المتکلمین فخر الدین رازی نے
تفسیر کبیر مین اسطرح کیا ہے واما الوجہ الثانی من الوجہین اللذین اختارھما فھو
فی غایۃ الفساد لان الوعید من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد
جوز الکذب علی اللہ وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء
اجمعوا علی انہ تعالیٰ منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید۔
لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف فی وعید الکفار ایضاً
فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ
ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ ونیز اسی تفسیر مین ہے
ولما کان منزھا عن النقائص والآفات کان منزھا عن الخلف والکذب وکل ما
وعد بہ فلا بد وان یقع ھذا اذا قلنا انہ تعالیٰ لا یراعی مصالح العباد واما
اذا قلنا انہ یراعیھا فنقول الکذب انما یصدر عن العاقل اما للعجز او الجھل او للحاجۃ

ولما کان الحق سبحانه منزهًا عن الکل کان الکذب علیه محالًا فلما اخبر عن
نزول العذاب بهؤلاء الکفار وبحصول الحشر والنشر وجب القطع بوقوعه الخ
وفی المسلم ولا نخرج العفو لان الخلف فی الوعید جائز دون الوعد ورد بان
الیعاد الله تعالی خبر فهو صادق قطعا وقال بحر العلوم فی شرح قوله فهو صادق
آه لاستحالة الکذب هناك اور غیر محققین گو جواز خلف فی الوعید کے قائل و معتقد
ہین مگر جواز کذب باریتعالی کے ہرگز ہرگز معتقد نہین ہین چنانچہ مناظرہ اونکا جو تفسیر کبیر مین
مذکور ہے شاہد عادل ہے وذکر الواحدی فی البسیط طریقة اخری فقال لم لا یجوز ان
یحمل هذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء لان خلف الوعید کرم عند
العرب قال والدلیل علیه انهم یمدحون بذلك قال الشاعر ۔ اذا وعد السراء
انجز وعده + وان اوعد الضراء فالعفو مانعه ؕ وروی المناظرة التی دارت بین ابی
عمرو بن العلاء وبین عمرو بن عبید قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبید ما تقول
فی اصحاب الکبائر قال اقول ان الله وعد وعدا واوعد ایعادا فهو منجز ایعاده
کما هو منجز وعده فقال ابو عمرو بن العلاء انك رجل
اعجم لا اقول اعجم اللسان ولکن اعجم القلب ان العرب
تعد الرجوع عن الوعد لؤمًا وعن الایعاد کرمًا وانشد
ه وانی وان اوعدته او وعدته ؛ لمکذب ایعادی
ومنجز موعدی + واعلم ان المعتزلة حکوا ان ابا عمرو بن العلاء

لما قال هذا الکلام قال له عمرو بن عبید یا ابا عمرو فهل یسمی الله یکذب نفسه فقال لا فقال عمرو بن عبید فقد سقطت حجتک قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء وعندی انه کان لابی عمرو بن العلاء ان یجیب عن هذا السوال فیقول انک قست الوعید علی الوعد وانا انما ذکرت هذا البیان للفرق بین البابین وذلک لان الوعد حق علیه والوعید حق له ومن اسقط حق نفسه فقد اتی بالجود والکرم ومن اسقط حق غیره فذلک هو اللؤم فظهر الفرق بین الوعد والوعید وبطل قیاسک وانما ذکرت هذا الشعر لایضاح هذا الفرق فاما قولک لو لم یفعل لصار کاذبا ومکذبا نفسه فجوابه ان هذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتا جزما من غیر شرط وعندی جمیع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب فی کلام الله تعالی فهذا ما یتعلق بهذه الحکایة والله اعلم انتهی اس مناظرہ سے خوب واضح ہوگیا کہ مجوزین خلف فی الوعید مجوز امکان کذب باری عز اسمہ کے ہرگز نہین ہین ورنہ بند ہونے اور کلمۂ لا کے کیا معنے ہونگے و نیز تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اثبات تنزیہات باریتعالی کا مدار نقص و قبح پر ہے اور صفات ثبوتیہ کا مناط کمال و حسن پر ہے کما لا یخفی علی الفطن الذکی۔ لہذا جمیع علمائے کرام دلائل تنزیہات مین اس مقدمہ کو اخذ کرتے ہین لانہ نقص و النقص علیہ تعالی محال اور اسکے ثبوت مین اجماع اہل حق سے استشہاد کرتے ہین جیسا کہ حسن شہید خیالی و شرح مواقف و جلالی و نسفی مین مذکور ہے اور براہین اثبات صفات ثبوتیہ مین جا بجا اس قضیہ کو

مد نظر رکھتے ہین لانہ کمال وہو جامع للکمالات و لہذا قالوا الوجوب مبدء کل نقص و موجب
کل کمال و نقلوا علیہ الاجماع جیسا کہ حسن شہید مؤلف حاشیہ شرح عقاید نسفی و جلالی نے
مسطور کیا ہے اور اسیوجہ سے مجوزین نے خلف فی الوعید کے اثبات مین اس
مقدمہ کو پیش نظر رکھا ہے لان الخلف فی الوعید لیس بنقص بل ہو کمال و کرم اور
خلف فی الوعد کے امتناع مین یون کہا ہے لان الخلف فی الوعد نقص آہ بعد
تمہید ہذا کے جاننا چاہیے کہ بالضرور کذب صفت نقصان ہوگی یا صفت کمال
بر تقدیر اول خلف فی الوعید کے مجوزین مجوز کذب نہونگے کیونکہ تجویز خلف فی الوعید
کا مدار صرف کمال پر تھا اور وہ یہان مفقود ہے بلکہ کذب مثل باقی صفات ناقصہ
کے شان خداتعالی مین محال ہوگا اور خلف فی الوعید دوسرے صفات
کمالیہ کیطرح باعث کمال اور ضروری الثبوت ہوگا پس معلوم ہوا کہ تجویز خلف
فی الوعید سے امکان کذب پر استشہاد لانا صحیح نہین اور تقدیر ثانی پر کذب بھی کمال
ہونیکی جہت سے ضروری الثبوت ہوگا ولا یقول بہ عاقل فضلا عن فاضل و یابی عن التزامہ
الفطرۃ الانسانیہ اور اگر کہا جاے کہ کذب بیشک نقصان اور محال ہے مگر امکان کذب
ایسا نہین تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جہل و عجز وغیرہ صفات ردیہ تو محال
ہین مگر انکا امکان محال نہین اور یہ بدیہی البطلان ہے علاوہ اسکے عقلائے نزدیک
یہ مقدمہ مبرہن ہے کہ امکان المحال محال اور اگر یون وہم جاے کہ بیشک بنظر
دلائل بالا و لزوم استحالات فاحشہ خلف فی الوعید سے امکان کذب کا اعتقاد

نکرنا چاہیے مگر جواز خلف فی الوعید سے لازم آتا ہے کہ کذب باری عز اسمہ ممکن ہو اسلئے
کہ جب وعیدات اخبار ہین پھر انکے معانی مقصودہ کے خلاف وقوع مین آنا یہی کذب
ہے لان الکذب عبارۃ عن عدم المطابقۃ لما یحکی عنہ جواب اسکا اولاً یہ ہے کہ (جواب اول)
یہ لزوم ممنوع ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح عقاید جلالی مین نص کیا ہے عبارۃ
ہکذا اما الکذب فقد قیل ان جوز الخلف فی الوعید بناءً علی انہ مکرمۃ من
اللہ تعالیٰ یلزم تجویز الکذب علیہ تعالیٰ وبعضہم منع ذلک زعماً منہ ان الکذب
لا یکون الا فی الماضی والخلف فی المستقبل الخ وفسادہ ظاہر لان الکذب ہو الخبر
الغیر المطابق للواقع سواءً کان فی الماضی او فی المستقبل ومن ثم کذب اللہ تعالیٰ
الخ والوجہ فی دفعہ ان آیات الوعید مشروطۃ بشروط معلومۃ من الآیات الاخر
والاحادیث منہا الاصرار وعدم التوبۃ ومنہا عدم عفوہ تعالیٰ فیکون فی قوۃ الشرطیۃ
فلا یلزم الکذب اصلاً ویمکن ان یقال المراد ہہنا انشاء الوعید والتہدید لا حقیقۃ
الاخبار فلا یتصف بالکذب اور ثانیاً یہ کہ یہ امر زید کو مفید نہین اسلیے کہ اسکی غرض (جواب دوم)
یہ تھی کہ امکان کذب کو اپنا معتقد ٹھہرالے اور تجویز خلف فی الوعید کو سند پکڑے اور
حاصل اعتراض یہ ہوا کہ مجوزین خلف فی الوعید گو معتقد امکان کذب باری تعالیٰ
نہین ہین مگر لازم ہے التزام آتا ہے پس زید کو کیونکر مفید ہو سکتا ہے غایۃ ما فی الباب
یہ لازم آیا کہ خلف فی الوعید ایسے امر کو مستلزم ہے جسکا استحالہ ثابت ہو چکا ہے
یہی وجہ ہے کہ مجوزین خلف فی الوعید کے اقوال مین علما دو گروہ ہین ایک گروہ بسبب لزوم

کذب کے اس تجویز کو رد کرتے ہین اور دوسرا گروہ تاویل کہ آیات وعید انشاآت
ہین اور بر تقدیر اخبار مشروط بشرائط معلومۃ الصدق ہیں بہر کیف امکان کذب لازم نہین آتا
کیونکہ یہ حقیقۃً خلف نہین کما نص علیہ العلامۃ الدوانی قیل ان المحققین علی
خلافہ فکیف وھو تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی وما انا بظلام
للعبید قلت ان حمل آیات الوعید علی انشاء التھدید فلا خلف لانہ حینئذ لیس بخبر
بحسب المعنی وان حمل علی الاخبار کما ھو الظاہر فیمکن ان یقال بتخصیص المذنب المغفور
عن عمومات الوعید بالدلائل المنفصلۃ او لا فلا خلف علی ھذا التقدیر ایضاً فلا یلزم
تبدیل القول واما اذا لم یقل باحد ھذین الوجہین فیشکل التفصی عن لزوم التبدل
والکذب اللھم الا ان یحمل آیات الوعید علی استحقاق ما اوعد بہ لا علی وقوعہ
بالفعل علاوہ اسکے مجوزین خلف فی الوعید وقوع خلف کے بھی قائل ہین چنانچہ
اونکے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ھو کمال وانت تعلم
ان الوجوب موجب لکل کمال والوعید حق علی العباد وقال لا تفعلوا کذا فاعذبکم
ففعلوا فان شاء عفا وان شاء اخذ لانہ حقہ واولٰھما العفو والکرم انہ غفور حلیم
(جلالی) اور محققین کا رد بھی دال ہے کہ وہ لوگ وقوع کے قائل ہین کیف وھو تبدیل
للقول الخ تبدیل قول جب لازم آتی ہے کہ اوسکا وقوع ہو اور جبکہ سند امکان کذب کی
تجویز خلف فی الوعید ہے تو امکان کذب کیا اسکے وقوع کا قائل ہونا پڑیگا وھو
باطل بالاجماع پس ضرور ہوا کہ اس لزوم کی وجہ سے اونکے قول کی تاویل کیجاوے

جیسا کہ ایسے لزومات باطلہ کے موقعو نپر کیجاتی ہے نہ یہ کہ ایسے لازم باطل کا التزام
کرلین مثلاً طائفہ متکلمین زیادتی علم اور وجود وغیرہ صفات کے قائل ہین حکما اسکے جواب
مین اونپر استحالات قایم کرتے ہین پھر کیا ہم ان امور الزامیہ کو اپنا معتقد
بناوینگے ہرگز ہرگز نہین اور زید کے استدلال کا مخدوش ہونا دوسرے عنوان
سے بھی ہو سکتا ہی مگر بعد تمہید مقدمہ جلیہ کے اور وہ یہ ہے صدق الخبر مطابقتہ
لما قصد بہ لا لظاہر مدلولات الالفاظ کما فی المطول ظاہر ہے کہ اگر صدق خبر کا مدار
یہ ہوتا کہ ظاہر مدلولات الفاظ کے مطابق ہو تو تمام مجازات کاذب ہوتے کیونکہ
زید اسد و انما الاعمال بالنیات وغیرہ اپنی مدلول ظاہری کے مطابق نہین والتالی
باطل فالمقدم مثلہ بعد اس تمہید کے معلوم کرنا چاہیئے کہ جو لوگ خلف فی الوعید
کے جواز بلکہ وقوع کے قائل ہین چنانچہ اونکے اقوال وعبارات سے صاف ظاہر ہے
اگر انکی یہ غرض ہے کہ ان وعیدات کے جو ظاہری معنی ہین وہی مقصود حاکی ہین اس
تقدیر پر صرف امکان پر کفایت نہین ہوگی بلکہ فعلیتہ کذب لازم آئیگی کیونکہ یہ قضایا
مطلقہ عامہ ہین اور صدق وکذب مطلقہ عامہ کا دائماً ہوتا ہے نہ وقت مخصوص مین
چنانچہ شروح سلم مین مصرح ہے گو کذب کا بالفعل علم نہو ولا یخفے بطلانہ علی احد
کیونکہ اس صورت مین حضرات مجوزین خلف فی الوعید کذبنی ابن آدم ولا ینبغی لہ
اور فقد کذبوا بالحق لما جاءہم الآیہ و دیگر آیات تکذیب کے مورد و مصداق
بنتے ہین اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین اور اگر انکا یہ مطلب ہے کہ جو ظاہر معنی ان وعیدات

سے مفہوم ہوتے ہین اوسکے خلاف ارادۂ ازلی سے سرزد ہوگا اور الفاظ وعیدہ سے
مقصود یہ ہے کہ یہ عقوبات بشرط عدم توبہ اور معاف نکرنے وغیرہ قیودات کے ہین اور
وہ لوگ اسیکو خلاف فی الوعید کہتے ہین تو اس صورت مین کذب کا وہم بھی نہین جیساکہ مقدمہ
ممہدہ بالاسے بخوبی ظاہر ہے اور اگر کہا جاے کہ جب خلف فی الوعید باعث لزوم ثبوت
امر باطل کے باطل ہوا پس عبارات اشاعرہ کی جو دربارۂ خلف فی الوعید مواقف و
مقاصد مین مذکور ہین کیا معنی ہونگے تو جواب اسکا اگرچہ ضمناً عبارات بالاسے مستفاد
ہوگیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ کے تصریح کیجاتی ہے فمراد الاشاعرة بقولهم
ان الخلف فی الوعید کرم وجوه ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانه ومقتضی
کرمه ان یبنی اخباره علی المشیة فجمیع العمومات الواردة فی الوعید متعلقة بالمشیة
وانلم یصرح بها زجراً للعاصین ومنعا لهم فلا یلزم الکذب والتبدیل کذا فی الخیالی
وحاشیہ اور اگر یہ وہم ہو کہ یہ عدول حقیقت سے طرف مجاز کے ہے اور نیز یہ
تقیید آیات واحادیث وعد مین بھی جاری ہوگی پس جواز تعذیب موعود الجنة
بغیر حساب کا جواز وقوعی لازم آئیگا وهو باطل عند الکل تو جواب اسکا شرح مسلم الثبوت
مولانا بحر العلوم مین مذکور ہے عبارته هکذا فلا بدان یقال فی العدد ان الایعاد فی
کلام اللہ تعالی مقید بعدم العفو فلا خلف ولا ایراد ولك ان تقلب علیه بان التقیید
عدول عن الحقیقة بلا موجب ومثله یجری فی الوعد ایضاً فیلزم جواز تعذیب
الموعود بالجنة بغیر حساب جوازاً وقوعیاً والحق ان الموجب للعدول متحقق وهو

ثبوت جواز العفو لاهل الکبائر الغیر المشرک ثبوتاً قطعیاً جلیاً مثل الشمس علی نصف النهار
فلا بد من العدول عن الظاهر فی الوعیدات التی لغیر الکفرة فاما بالتقیید او بجعله
لانشاء التخویف واما الوعد فلا موجب فیه فیبقی علی الحقیقة انتهی اب وه عبارات
وشبهات جو بظاهر زید کو مفید هین مع جوابات پیش کرتا هون تا که تحقیق حق کما ینبغی هو جاے
اور طالب حق کو کچهه تردد باقی نرهے آول یه که اگر کوئی زید کی طرف سے رد المحتار کی (شبهات مع جوابات)
اس عبارت سے جو صفحه ۳ مین هے استدلال کرے عبارته هکذا والاشبه ترجیح
جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین دون الکفار توفیقاً بین ادلة المانعین المقدمة
وادلة المثبتین الخ تو اسکا جواب خود شامی کے اُس قول سے جو محصل قول سابق هے (پهلا شبهه)
معلوم هوتا هے وحاصل هذا القول جواز التخصیص لما دل علیه اللفظ بوضعه اللغوی (جواب)
من العموم فی نصوص الوعید ولا ینافی النصوص الصحیحة المصرحة بان من المؤمنین
من یدخل النار ویعاقب فیها علی ذنوبه الخ اس بیان سے صاف ظاهر هے که مسلمین
کے حق مین خلف فی الوعید نهین بلکه عمومات نصوص سے خارج اور مخصوص هین جب
مسلمین خارج هوے تو انکے حق مین خلف فی الوعید برای نام هے دوم یه که اگر
سید سند کے اُس سوال وجواب سے استدلال لایا جاے جو انهون نے شرح مواقف
مین کیا هے وهو هذا لا یقال انه یستلزم جوازهما وهو ایضاً محال لانا نقول استحالته
ممنوعة کیف وهو من الممکنات التی یشملها قدرته انتهی تو اسکا جواب کئی طرح (دوسرا شبهه)
پر هو سکتا هے اولاً سید صاحب نے اس قول کو کسیکی طرف منسوب نهین کیا بظاهر (جواب اول)

یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے یہ الزامی جواب دیا ہے چونکہ بعض معتزلہ کذب باری کو ممکن کہتے ہین اور قدرت کے تحت مین داخل کرتے ہین اسلیئے معتزلہ کے جواب مین ایسا کہا گیا اور اسکی تائید سید صاحب کے اُس قول سے ہوتی ہے جو اونھون نے فرقہ مزداریہ کے بیان مین لکھا ہے وهو هذا المزداریۃ هو ابو موسی عیسی بن صبیح المزدار وهو تلمیذ بشر اخذ العلم عنه وتزهد حتی سمی راهب المعتزلة قال الله قادر علی ان یکذب ویظلم ولو فعل لکان الٰها کاذبا ظالما تعالی الله عما قاله علوا کبیرا انتهی یہان ابو موسی معتزلی کا یہ قول بیان کیا گیا کہ الله قادر علی ان یکذب ویظلم اور اسی قول سے سید صاحب خدا تعالے کی کمال برئی و تنزیہ بیان کرتے ہین اور کہتے ہین تعالی الله عما قال العلو اکبیرا شرح مواقف کی اس عبارت سے دونون امر ظاہر ہوگئے یعنی یہ کہ کذب باری تعالی کو ممکن کہنا بعض معتزلہ کا مذہب ہے اور سید صاحب کا یہ قول نہین اور جب سید صاحب کا نفسہ قول نہوا تو ثابت ہوگیا کہ جواب مذکور مین وہ قول الزاما کہا ہے سطح سید صاحب کے اوس قول سے بھی میرے مدعا کی تائید ہوتی ہے جو اونھون نے کتب منطقیہ مین لکھا ہے وہ قول یہ ہے فلا یرد ان خبر الله تعالی والرسول لا یحتمل الکذب انتہی بیان سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب کے نزدیک باریتعالے کے کلام مین کذب کا امکان نہین پس شرح مواقف کا جواب مذکور بالضرور الزام پر حمل کیا جائیگا ورنہ دونون کلامون مین تعارض لازم آئیگا جسکی وجہ سے بلا ضرورت دونون کو ساقط ماننا پڑیگا وہو کما تری سید صاحب کے اسے الزامی قول سے مدعیان

اسکان کذب باریتعالی نے دہوکا کھایا ہے افسوس اگر ان صاحبون کی نظر وسیع
ہوتی تو اس دہوکے مین نپڑتے ثانیاً بالفرض اگر سید صاحب ہی کا یہ قول ہو تو جمہور
اہل حق کے مقابلہ مین کب لائق قبول اور قابل تمسک ہوسکتا ہے ثالثاً جن محققین
نے سید صاحب کے قول مذکور کے الزامی ہونے کی طرف خیال نہین کیا اونھون
نے اوسے مردود ٹھرایا ہے چنانچہ محقق دوانی شرح عقائد جلالی مین کہتے ہین قلت
الکذب نقص والنقص علیہ تعالی محال فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ القدرۃ کما
لا یشتمل القدرۃ سائر وجوہ النقص علیہ تعالی کالجہل والعجز ونفی صفات الکمال

ف بعض اخباریہ کا شبہ

اور بعض اخباریہ کا یہ گمان کہ محقق دوانی کا رد سید سند پر وارد نہین ہوتا کیونکہ سید
شریف بحث کلام مین تصریح کرچکے ہین کہ قبح فی الفعل جس سے معتزلہ اُسکے امتناع پر
استدلال کرتے ہین اور نقص فی الفعل مین کچھ فرق نہین تو نقص فی الفعل سے
اہل سنت کا اوسکو امتناع پر استدلال کرنا اصول اہل سنت کے خلاف ہی (ضمیمہ
اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲- اگست ۸۹ء صفحہ ۳ ملاحظہ ہو) اسکا حاصل
یہ ہی کہ خداوند تعالی کو نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہین بلکہ معتزلہ کا مذہب
ہے اب اسکو اہل حق خود ہی ملاحظہ کرین کہ اہل سنت پر کیسا الزام لگایا جاتا ہے
جب نقص سے منزہ بتانا اہل سنت کا مذہب نہوا تو لا محالہ منزہ نہ ماننا اونکا مذہب
ٹھرینگا افسوس ایسی فہم پر- اب مفصلا بچند وجوہ اسکا جواب ملاحظہ کیجیے- اول

ف جواب اول × ۱۲

یہ کہ یہ قول سید شریف کا نہین ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ سید صاحب حنفی

حنفی ہین اور مختار احناف حسن وقبح اشیار عقلی ہے چنانچہ مسلم الثبوت و توضیح
وتلویح مین مصرح ہے البتہ یہ قول عضد الملۃ والدین صاحب مواقف شافعی کا ہے
اور وہ بھی بطور اذعان وجزم نہین فرماتے ہین بلکہ بطور لاعلمی و استفسار کہتے ہین چنانچہ
عبارت اونکی دال ہے ولم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل و بین القبح العقلی فیہ
فان النقص فی الافعال ہو القبح العقلی بعینہ فیہا وانما تختلف العبارۃ پھر مدعی کو
خنفی ہوکر شافعیہ کے قول سے تمسک کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور دوسرے یہ کہ مسلم الثبوت
وغیرہ مین قول صاحب مواقف کو رد کیا ہے والجواب انہ نقص وقد مرانہ لانزاع
فیہ ومافی المواقف ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ماینافی
الوجوب الذاتی کیفا کان اوفعلا من الاستحالات العقلیۃ الخ (مسلم الثبوت)
اور تیسرے یہ کہ خود سید شریف نے محالیت نقص کو اجماعی قرار دیا ہے چنانچہ
لکھا ہے والنقص علیہ محال اجماعا (شرح مواقف صفحہ ۲۴۲) چوتھی یہ کہ خود صاحب مواقف
نے نص کیا ہے کہ حسن وقبح بمعنی صفت کمال ونقصان وبمعنی مصلحۃ ومفسدۃ اتفاقاً
عقلی ہین عبارتہ ہذا ولابد من تحریر محل النزاع فنقول الحسن والقبح یقال لمعان
ثلثۃ الاول صفۃ الکمال والنقص یقال العلم حسن والجہل قبیح ولا نزاع ان مدرکہ
العقل الثانی ملائمۃ الغرض ومنافرتہ وقد یعبر عنہما بالمصلحۃ والمفسدۃ
وھو ایضاً عقلی اور امام المتکلمین فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر کی جلد اول

فا جواب اول

فا جواب دوم

فا جواب سوم

کے صفحہ ۵۸۲ مین اسطرح نص فرماتے ہین المسئلۃ الرابعۃ قولہ تعالی فلن
یخلف اللہ عہدہ یدل علی انہ سبحانہ منزہ عن الکذب فی وعدہ ووعیدہ قال اصحابنا
لان الکذب صفۃ نقص والنقص علی اللہ محال اور جلد چہارم کے صفحہ ۱۹۶ مین تحریر کرتے
ہین الصفۃ الثانیۃ من صفات کلمۃ اللہ کونہا صدقا والدلیل علیہ ان الکذب
نقص والنقص علی اللہ محال ولا یجوز اثبات ان الکذب علی اللہ محال بالدلائل السمعیۃ
لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ محال فلو اثبتنا امتناع
الکذب علی اللہ بالدلائل السمعیۃ لزم الدور وھو باطل واعلم ان ھذا الکلام کما
یدل علی ان الخلف فی وعد اللہ تعالی محال فھو ایضا یدل علی ان الخلف فی وعیدہ
محال آہ جب یہ اکابر اسطرح تصریح کرتے ہین تو کذب اور خلف فی الوعید کو صفت
نقصان قرار دیکر محال کہنا کیونکر خلاف اہل سنت وجماعت ہوگا۔ اس تقریر سے
واضح ہوگیا کہ صاحب مواقف نے جو معتزلہ کی الزامی دلیل کا رد اسطرح کیا ہے
کہ امتناع کذب باریتعالی کی دلیل ہمارے نزدیک یہ نہین ہے کہ وہ قبیح ہے تاکہ
اُسکے شرعی ہونے کی وجہ سے اُسکا امتناع ثابت نہو بلکہ ممکن ہے کہ اسکے لیئے دوسری
دلیل ہو یہ رد تطویل لاطائل ہے بلکہ جواب عمدہ اوسکا وہ ہے جو مسلم الثبوت مین
مذکور ہے کہ باتفاق عقلا کذب صفت نقصان ہے اور باری عز اسمہ صفات ناقصہ
سے منزہ ہے ھذا ما وعدنا فیما قبل اور محقق دوانی اور سید سند کے کلام مین اسطرح
تطبیق دینا بھی خیال خام ہے کہ محقق دوانی کا قول کلام نفسی پر محمول ہو اور سید شریف

کا کلام نفظی پر جیسا کہ اخباری صاحب نے لکھا ہے (ضمیمہ اخبار مذکور صفحہ ۳۴) یہ کیسے بنانا
ہوگا کہ ایک شخص دوسرے کے کلام کو رد کرے اور اُس رد کرنے والے کی مراد ایسی بیان
کیجائے جو اس رد کو غلط ٹھہرائے توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ اسیکو کہتے ہین جسکے
بطلان پر اہل عقل کا اتفاق ہے اخباری صاحب کو یہ خبر نہین کہ تطبیق کا یہ محل نہین
ہے بلکہ تطبیق وہان ہو سکتی ہے کہ ہر ایک کا قول علیحدہ طور سے اپنے اپنے محل پر ہو
اسکے علاوہ اس تطبیق کی بنا اسپر ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی کے درمیان امتناع
کذب اور صدق مین اختلاف ہو وہ ہو باطل کما سیاتی عنقریب بیان سے اخباریہ
صاحب کا وہ خیال بھی غلط ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۴ مین ہے کہ کذب کا محال
عقلی ہونا ممتنع ہے بلکہ وہ محال شرعی ہے اور محال شرعی کے امکان کو عقلی کہنا
عاقل کا کام نہین انتہی امام فخر الدین رازی صاحب نے تصریح کردی کہ کذب کا محال
شرعی ہونا غلط ہے بلکہ وہ محال عقلی ہے مولانا اخباریہ یہ بھی خیال نہین کرتے کہ تمام
عقلا کے نزدیک باریتعالی کے لیئے کذب ویسا ہی ممتنع الثبوت ہے جیسے اور صفات
ناقصہ مثل جہل و عجز وغیرہما کے اوس ذات پاک سے کذب کا ممتنع ہونا جسطرح
شریعت الٰہی کے ماننے والے تسلیم کرتے ہین اوسیطرح منکرین شریعت الٰہی یعنی حکما
وغیرہ بھی اوسے مانتے ہین اگر اسکا استحالہ موقوف علی الشرع ہوتا تو منکرین شریعت
اوسے کیون مانتے اور اگر شرعی کہنے سے مقصود ما ورد بہ الشرع ہو تو یہ عقلی ہونیکی منافی
نہین ہے بہت سے امور عقلیہ شریعت مین بیان کیئے گئے ہین مثلاً علم باری توحید باری

وغیرہا پھر کیا یہ امور شریعت مین مذکور ہونیکی وجہ سے امور عقلیہ سے خارج ہوجائینگے
سوم یہ کہ اگر زید اپنے اثبات دعوی مین یہ تمسک پیش کرے کہ خدا کے افعال اختیاری
ہین اور متکلمین کے نزدیک اختیاریۃ افعال کے یہ معنی ہین ان شآء فعل وان شآء
لم یفعل وقیل انلم یشاء لم یفعل جیسا کہ مسلم الثبوت وغیرہ مین مذکور ہے پس منکرین اور
مطیعین کو دوزخ وجنت مین لیجانا بھی اختیاری ہوگا چاہے لیجاے یا نہ لیجاے اور
ممکن ہوگا کہ مطیع کو دوزخ مین ڈالدے اور منکر کو جنت مین اور اسکا امکان کذب
باری اور خلف فی الوعید کے امکان کو مستلزم ہے وہو المدعا **اقول** اسکا
جواب بچند وجوہ ہے اولا نقضًا بجہل الباری تعالی جسکی تقریر یہ ہے کہ بالاتفاق
جہل باری تعالی محال وغیر ممکن ہے چنانچہ محقق دوانی نے شرح قول عضد الدین
ولا یصح الجہل ولا الکذب مین لکھا ہے اور جواز فعل مستلزم ہے جہل کو چنانچہ
مسلم الثبوت مین مسئلہ امکان وامتناع تکلیف بالمحال مین اسکا تعرض ہے وما قیل
جواز الفعل یستلزم جواز الجہل فمدفوع الخ اور ثانیا نقضًا بخلف الوعد اسلیے کہ
امکان خلف وعد کا کوئی بھی قائل نہین لما انہم نصوا انہ نقص والنقص علیہ تعالی
محال قطعًا اجماعًا اور ثالثًا حلًا تقریر اوسکی یہ ہے کہ جب ادلہ قطعیہ اور براہین یقینیہ
سے امتناع امکان کذب باریتعالی ثابت ہوچکا چنانکہ مفصلا گذرا اور حجج قویمہ اور
بینات مستقیمہ سے امتناع امکان جہل باریتعالی بھی مقرر ہوچکا۔ پس جواز فعل بلحاظ
ذات مستلزم جواز وامکان کذب باریتعالی وجہل خدا تعالی کو نہوگا بلکہ ان دونون

بیان ثانی

جواب اول

جواب دوم

جواب سوم

کا ممتنع بالذات ہونا اس امر کو مستلزم ہوگا کہ انعام مطیع اور تعذیب منکر واجب بالغیر
اور اسکا خلاف ممتنع بالغیر ہو چنانچہ وجوب بالذات وجود باریتعالی مستلزم وجوب بالغیر
وجود معلول اول ہے۔ نہ امکان عدم بالذات معلول اول مستلزم امکان عدم
بالغیر باریتعالی ہے۔ جیسا کہ کتب معقول مین بدلائل عقلیہ ثابت ہے اور مسلم الثبوت
مین مصرح ہے لکن الاشاعرۃ یلزمھم امتناع تعذیب الطایع کما ھو مذھبنا و
مذھب المعتزلۃ کما مر مفصلا اور یہی جواب مانعین تکلیف ممتنع لذاتہ کا جو اثنار
اقوال مفسرین مین گذر چکا یہان بھی جاری ہوگا فتذکر ما مر تحقیق بالا سے اوس
دلیل کا جواب بھی بخوبی ظاہر ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۳ مین مندرج ہے اور وہ
یہ ہے دوسری دلیل یہ تھی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ
بِہٖ اب ہم پوچھتے ہین کہ حق تعالی کو اسکے خلاف پر قدرت ہے کہ نہین مشرک کو
بخش سکتا ہے جناب میان صاحب نے فرمایا ہان بخش سکتا ہے تو مولانا نے کہا یہی
امکان کذب ہے۔ اگرچہ بلحاظ تقریر گذشتہ اس دلیل کے دفع کی تشریح کی حاجت نہین ہے
مگر واسطے افادہ عوام کے شرح کرتا ہون اول یہ کہ مستدل کے نزدیک کلام نفسی کا
متصف بکذب ہونا ممتنع بالذات ہے اور اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہو
کیونکہ یہ دلیل بعینہ اوسمین جاری ہے اسلیئے کہ بر تقدیر مغفرت کفار جیسا کہ خلاف
کلام لفظی وقوع مین آئیگا جسے کذب کہتے ہین ویسا ہی مخالف کلام نفسی کے ہوگا
اور یہی عدم مطابقت و تبدیل کلام الہی ہے ہذا خلف آور دوسرے یہ کہ منقوض ہے

ساتھ علم باریتعالی کے اسلیئے کہ بر تقدیر وقوع مغفرت مشرکین تبدل علم بجہل لازم
جواب سوم
آئیگا چنانچہ تقریر اوسکی اثنای اقوال مفسرین مین گذر چکی اور تیسرے یہ کہ ممکن بالذات
محال بالغیر محال بالذات کو مستلزم ہوتا ہے مگر بلحاظ امتناع بالغیر کے نہ بلحاظ اپنے امکان
ذاتی کے چنانکہ تفصیلا گذر چکا پس امکان مغفرت کفار دلیل امکان کذب باریتعالی
نہین ہوسکتی جیسا کہ امکان عدم معلول اول سند امکان عدم واجب بالذات نہین
جواب چہارم
ہوسکتی ہے اور چوتھے یہ کہ تقریب ناتمام ہے مدعا مین امتناع بالذات کذب کلام نفسی
بھی تھا اور دلیل مین اصلا تعرض نہین ہے اور پانچوین یہ کہ بحث مذہب اہل سنت
جواب پنجم
وجماعت مین ہے نہ کہ نئے مجتہدون کے اجتہاد مین پس مستدل کے ذمہ لازم وضروری ہے
کہ اہل مذہب سے کلام نفسی وکلام لفظی کے درمیان تفرقہ نقل کرین ودونہ خرط القتاد
عجب ہے مجوزین امکان کذب باریتعالی سے کہ باوجود ادعا مذہب اہل سنت وجماعت کے
کوئی نص اہل مذہب سے پیش نہین کرتے ہین محض استنباطات پر اکتفا کرتے ہین چہارم
[illegible]
یہ کہ اگر زید کو دل مین یہ شبہ گذرے اور اسکو اپنے ثبوت عقیدے کی سند مقرر کرے کہ صفات
واجب تعالی متکلمین کے نزدیک زائد ہین اور جب زائد ہوئین تو بیشک ممکن بالذات
ہونگی ورنہ تعدد وجبا لازم آتا ہے واستحالتہ ظاہرۃ وفی کتب الکلامیۃ مصرحۃ
اور صدق وکذب کلام کی صفت اولا وبالذات ہے اور متکلم کی ثانیا وبالعرض ظاہر ہے
کہ ممکن بالذات کی صفت بطریق اولی ممکن ہوگی پس کذب باری تعالی بھی ممکن ہوگا
جواب اول
جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب کا کھولنا محالات غیر عدیدہ کی طرف منجر ہوگا اسلیئے کہ

جہل کی نقیض علم ہے اور عجز کی ضد قدرت اور ممات کے مقابل حیات ہے اور عدم
کی نقیض وجود وعلی ہذا القیاس فی البواقی یہ سب بھی ممکن بالذات ہونگی کیونکہ امکان
احد النقیضین امکان نقیض آخر کو مستلزم ہے ورنہ امکان اجتماع النقیضین بر تقدیر وجوب
نقیض آخر کی یا امکان ارتفاع النقیضین بصورت امتناع نقیض آخر لازم آئیگا و امکان
المحال محال کما لا یخفی علی الماہر اور مسلم الثبوت وغیرہ مین اسکی نص بھی ہے اور امکان
عدم واجب و عدم حیات وغیرہما کا استحالہ مسلم عند الکل ہے اور کیونکر نہو کہ جب واجب کا وجود
وحیات بھی ممکن ہون تو واجب بالذات کیا چیز ہوگی علاوہ اسکے اگر ان محالات
کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تاہم زید کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ یہ ضرور نہین کہ ممکن بالذات
کی صفت بھی ممکن بالذات ہو مثلاً کل و جز ممکنات سے ہین حالانکہ جز کی اعظمیت اور
کل کی انقصیت محالات سے ہین علی ہذا القیاس کلام باری ممکن ہو مگر کذب اسکا
محال فکلامہ تعالی عند وجودہ یکون صادقا لا محالۃ وعند عدمہ لا یکون کاذبا ولا
صادقا کالانشاءات والالفاظ المفردۃ ولا یلزم ارتفاع النقیضین لان نقیض الصدق
عدمہ والکذب اخص منہ فافہم مین امید کرتا ہون کہ ناظرین با انصاف بعد اذعان
و امتناع تقریر ہذا کے بخوبی جان سکتے ہین کہ بعض متوہمین کی وہ دلیل بھی ہبائً
منثورا ہو گئی جسپر اونھین بڑا ناز اور فخر ہے اور بڑے دعوے سے کہا ہے کہ میری دلیل
کے کسی مقدمہ کو اگر کوئی باطل کرے تو مین اپنی دلیل سے دست بردار ہو جاؤنگا اور
وہ دلیل یہ ہے کہ ہم کہہ چکے ہین کہ کلام نفسی مین کذب ممتنع بالذات ہے لیکن کلام لفظی مین

امکان امتناع کی دلیل مستدل نے بیان نہین کی [illegible]

ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب الفاظ سے ہو اور جو مرکب الفاظ
سے ہو وہ حادث ہے اور جو حادث ہے وہ ممکن اور جو ممکن وہ بحکم آیت اِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ داخل تحت قدرت تو کلام لفظی باقسامہ داخل تحت قدرت انتہی۔
اگرچہ جواب اس دلیل کا تقریر باسبق سے واضح ہوگیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصرہ
کے کچھ تفصیل کیا چاہتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مدعی کہانتک اپنے قول میں صادق
اور اپنے وعدے کے وفا کرنے والے ہیں یا صرف امکان کذب ہی پر قناعت کر ہوا ہے
ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دلیل تین طور سے مجروح و مردود ہے اول تو اسکے
کل مقدمات مخدوش ہیں بجز ایک مقدمہ مشہورہ کے جسکا ثبوت مدعی
کے کسیطرح مفید مدعا نہیں ہے دوم یہ کہ مستلزم مدعا نہیں یعنی امکان کذب باری
ثابت نہیں ہوتا تیسرے یہ کہ بر تقدیر ثبوت اس مدعا کے مستدل کا دوسرا ادعا یا یوں کہیے
کہ مدعا کا دوسرا جز غلط ٹھہرتا ہے امر اول کا ثبوت یعنی ہر ایک مقدمہ کا مخدوش ہونا۔
پہلا مقدمہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ سے اقول بعض کلام ایسے ہیں
جنمیں ایک ہی لفظ ہے مثلاً ق و ط و ل پس جب بعض کلام الفاظ سے مرکب
نہیں ہے تو تعریف جامع نہوئی اور اگر الفاظ حکمیہ یعنی ضمائر مستترہ کا اعتبار کر کے کہا
ہے تو مقدمہ ثانی اعنی جو مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے ممنوع ہے اسلئے کہ دلیل
حدوث ترتب الفاظ ہے کیونکہ اسی ترتب سے تقدم و تاخر زمانی ہوتا ہے جسکی وجہ سے
اوسے حادث کہہ سکتے ہیں اور یہ تقدم و تاخر الفاظ حقیقیہ و حکمیہ کی ترکیب میں مفقود
ہے پس جب تقدم و تاخر ثابت نہوا تو حدوث کا ثبوت نہوگا دوسرا مقدمہ یعنی جو

۷۵ [illegible]

مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے اقول صاحب موافق نے ایک مستقل رسالہ تحقیق
کلام الہی مین تصنیف کیا ہے اوسمین لکھا ہے کہ رئیس الاشاعرہ شیخ ابو الحسن اشعری
کلام نفسی اور کلام لفظی دونون کے قدم کے قائل ہین اور سید سند نے اوس رسالہ
کو پسند کیا ہے اس تحقیق کے بموجب ہر کلام لفظی حادث نہوگا بلکہ صرف مخلوقات کا
کلام لفظی حادث ہوگا اور وہ بحث سے خارج ہے لہذا یہ مقدمہ بھی صحیح نہین ہے اور
جس دلیل سے حدوث ثابت کیا جاتا ہے اوسکا شافی جواب اوس رسالہ مین مذکور ہے
جسکا خلاصہ سید سند شرح مواقف مین اسطرح لکھتے ہین واعلم ان للمصنف مقالۃ
مفردۃ فی تحقیق کلام اللہ تعالی علی وفق ما اشار الیہ فی خطبۃ الکتاب ومحصولہا
ان لفظ المعنی یطلق تارۃ علی مدلول اللفظ واخری علی الامر القایم بالغیر فالشیخ الاشعری
لما قال الکلام ھو المعنی النفسی فھم الاصحاب منہ ان مرادہ مدلول اللفظ وحدہ وھو
القدیم عندہ واما العبارات فانما تسمی کلاماً مجازاً لدلالتہا علی ما ھو کلام حقیقی حتی
صرحوا بان الالفاظ حادثۃ علی مذھبہ ایضاً لکنہا لیست کلامہ حقیقۃ وھذا الذی
فھموہ من کلام الشیخ لہ لوازم کثیرۃ فاسدۃ کعدم اکفار من انکر کلامیۃ ما بین دفتی
المصحف مع انہ علم من الدین ضرورۃ کونہ کلام اللہ تعالی حقیقۃ وکعدم المعارضۃ
والتحدی بکلام اللہ الحقیقی وکعدم کون المقرؤ والمحفوظ کلامہ حقیقۃ الی غیر
ذلک مما لا یخفی علی المتفطن فی الاحکام الدینیۃ فوجب حمل کلام الشیخ علی
انہ اراد بہ المعنی الثانی فیکون الکلام النفسی عندہ امراً شاملاً للفظ والمعنی جمیعاً

قائماً بذات الله تعالی وهو مکتوب فی المصاحف مقرو بالالسن محفوظ فی الصدور
وهو غیر الکتابة والقراءة والحفظ الحادثة وما یقال من ان الحروف والالفاظ مترتبة
متعاقبة فجوابه ان ذلک الترتیب انما هو فی التلفظ بسبب عدم مساعدة الآلة
فالتلفظ حادث والادلة الدالة علی الحدوث یجب حملها علی حدوثه دون حدوث
الملفوظ جمعاً بین الادلة وهذا الذی ذکرناه وان کان مخالفا لما علیه متاخرو اصحابنا
الا انه بعد التامل تعرف حقیته تم کلامه وهذا المحمل لکلام الشیخ مما اختاره الشیخ
محمد الشهرستانی فی کتابه المسمی بنهایة الاقدام ولا شبهة فی انه اقرب الی الاحکام الظاهرة
المنسوبة الی قواعد الملة انتہی اور ایسا کا ملخص علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی میں تصریح
کیا ہے وذهب بعض المحققین الی ان المعنی فی قول مشائخنا کلام الله تعالی معنی
قدیم لیس فی مقابلة اللفظ حتی یراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل فی مقابلة العین
والمراد به ما لا یقوم بذاته کسائر الصفات ومرادهم ان القران اسم للفظ والمعنی شامل
لهما وهو قدیم لا کما زعمته الحنابلة من قدم نظم المؤلف المرتب الاجزاء فانه
بدیهی الاستحالة للقطع بانه لا یمکن التلفظ بالسین من بسم الله الا بعد التلفظ
بالباء بل المعنی ان اللفظ القایم بالنفس لیس مرتب الاجزاء فی نفسه کالقائم بنفس الحافظ
من غیر ترتب الاجزاء وتقدم البعض علی البعض والترتب انما یحصل فی التلفظ والقراءة
لعدم مساعدة الآلة وهذا معنی قولهم المقرو قدیم والقراءة حادثة واما القایم بذات
الله تعالی فلا ترتب فیه حتی ان من سمع کلام الله سمعه غیر مرتب الاجزاء لعدم

احتیاجہ الی الآلۃ وھذا حاصل کلامہ چوتھا مقدمہ اعنی جو ممکن وہ داخل
تحت قدرت ہے اقول متکلمین کے مذہب کی روسے یہ مقدمہ صحیح نہین ہے اسلیئے کہ منجملہ
ممکنات کے صفات باری تعالی بھی ہین چنانچہ شرح عقاید مین منصوص ہے ویکون ھذا
مراد من قال الواجب الوجود لذاتہ ھو اللہ تعالی وصفاتہ بمعنی انہا واجبۃ لذات
الواجب تعالی وتقدس واما فی نفسہا فھی ممکنۃ ولا استحالۃ فی قدم الممکن اذا کان
قائما بذات القدیم واجبا لہ غیر منفصل عنہ الخ اور صفات باریتعالی مقدور باریتعالے
نہین ہین ورنہ حدوث اونکا لازم آئیگا اور یہ امر باوجود بداہۃ باطل ہونیکے منصوص کتب
ہے چنانچہ ماہر پر مخفی نہین ہے جب مقدمات دلیل کا حال معلوم ہوا تو نتیجہ کا حال بھی
ظاہر ہوگیا النتیجۃ تنبئ عن الثمرۃ مثل مشہور ہے۔ امر دوم کا اثبات یعنی اگر جمیع مقدمات
تسلیم بھی کرلئے جائین تو بھی مستدل کی غرض حاصل نہین ہوتی اسلیئے کہ مقصود اونکا
یہ تھا کہ کذب باریتعالی ممکن ہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلام لفظی مقدور و مخلوق ہے اس سے یہ ثابت
ہوگا کہ خود کلام لفظی ممکن ہے اور اوپر مبرہن ہوچکا ہے کہ امکان شئی کو امکان صفت
شے لازم نہین ہے بلکہ ممکن ہے کہ شئے بنفسہ ممکن ہو اور اوسکی صفت ممتنع ہو چنانکہ
انقصیت کل کی اور اعظمیت جز کی ممتنع ہے اور خود کل و جز ممکن ہے امر سوم کا ثبوت
یعنی اگر کلام لفظی مین کذب کا امکان تسلیم کیا جائے تو کلام نفسی مین بھی کذب کا ماننا
پڑیگا اسواسطے کہ امکان کذب کلام لفظی مستلزم ہے امکان کذب کلام نفسی کو اسلیئے
کہ الفاظ بالذات صادق و کاذب نہین ہوتے بلکہ بدولت اپنے مدلولات کے ہوتے

ہین جناکہ معانی صدق وکذب کے اسپر شاہد صادق ہین پس اگر کذب کلام لفظی بدون
کذب کلام نفسی پایا جاے تو تحقق یا بالعرض کا بدون یا بالذات کے لازم آئیگا وھو
باطل وھذا خلف وسیجی تفصیلہ اگر یہ خلجان قلب مین خطور کرے کہ ہم تسلیم کرتے
ہین کہ کلام نفسی کہ صفت باریتعالی ہے بلاریب وشک شائبہ کذب وامکان عدم مطابقت
سے مبرا ومنزہ ہے اور براہین مذکورہ بالا بیشک اوسمین جاری ہین مگر کلام لفظی کہ حادث
ومخلوق ہے اور قایم بذات باریتعالی نہین ہے وہ امکان کذب سے معری نہین ہے
چنانچہ صاحب مواقف وسید سند بعد ہردو دلیل امتناع کذب باریتعالی کے نقل کرتے
ہین کہ انسے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی مین ثابت ہوتا ہے نہ کلام لفظی مین و
عبارتہ ہکذا واما امتناع الکذب علیہ عندنا فلثلثة اوجہ الاول انہ نقص والنقص
علی اللہ تعالی محال اجماعًا وایضا فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ ان
نکون نحن اکمل منہ فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا وھذا الوجہ انما
یدل علی ان الکلام النفسی الذی ھو صفة قائمة بذاتہ تعالی یکون صادقا و
الا لزم النقصان فی صفتہ تعالی مع کمال صفتنا ولا یدل علی صدقہ فی الحروف
والکلمات التی یخلقھا فی جسم دالة علی معان مقصودة ولما کان لقائل ان یقول
خلق الکاذب ایضًا نقص فی فعلہ فیعود المحذور بعینہ اشار الی دفعہ بقولہ
واعلم انہ لم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح العقلی فیہ فان النقص
فی الافعال ھو القبح العقلی بعینہ فیھا وانما تختلف العبارة دون المعنی فاصحابنا المنکرون

للقبح العقلی کیف یتمسکون فی دفع الکذب عن الکلام اللفظی بلزوم النقص فی افعالہ
تعالی الثانی انہ لو اتصف بالکذب لکان کذبہ قدیما اذ لا یقوم الحادث بذاتہ تعالی
فیلزم ان یمتنع علیہ الصدق المقابل لذالک الکذب والا جاز زوال ذلک الکذب و
ہو باطل فان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ واللازم وہو امتناع الصدق علیہ باطل
فانا نعلم بالضرورۃ ان من علم شیئا امکن لہ ان یخبر عنہ علی ما ہو علیہ وہذا الوجہ
الثانی ایضا انما یدل علی کون الکلام النفسی صدقا لانہ القدیم واما ہذہ العبارات
الدالۃ علی الکلام النفسی فلا دلالۃ علی صدقہا لانہا حادثۃ فیجوز زوالہا بحدوث
الصدق الذی یقابلہا مع ان الاہم عندنا ہو بیان صدقہا جواب اسکا بچند وجوہ
دیا جاتا ہے اول یہ کہ مناط اس تفرقہ کا یہ ہے کہ کلام لفظی باری تعالی سے قایم نہو اور
بموجب تحقیق عضد الملۃ والدین واختیار سید سند یہ امر صحیح نہین بلکہ کلام لفظی بھی
اوسکی ذات پاک سے قایم ہے چنانکہ اوپر گذرا پس مناط جریان براہین ہر دو کلام نفسی
ولفظی مین موجود ہے لہذا مشروط یعنی امتناع کذب باریتعالی بھی موجود ہوگا اور سید سند
کا صاحب مواقف کے رسالہ مستقلہ کو اسکے بعد نقل کرنا مشیر اسی اعتراض کے دفع
کی طرف معلوم ہوتا ہے چنانکہ عادت مولفین ہے کہ امر محقق کو بعد بیان کرتے ہین
ورنہ یہان کیا موقع بیان کا تھا یہان تو تحقیق امتناع کذب باریتعالی ہے نہ تحقیق کلام
نفسی ولفظی بلکہ تحقیق کلام نفسی ولفظی اول گذر چکی اگر محض تحقیق کلام نفسی ولفظی منظور
ومد نظر ہوتی تو اسکو اول تفریع امتناع کذب باریتعالی کے بعد فراغ کلام نفسی ولفظی کے

فتأمل

بیان کرتا پس اثنا، ادلہ امتناع کذب باریتعالی مین جو اعتراض کیا گیا وہ جمہور متاخرین
پر ہے اور اپنی تحقیق سے مشائخ ماسلف سے اعتراض دفع کردیا اور دوسرے یہ کہ مذہب جواب دوم
شئی دیگر ہے اور دلیل سے اوسکا ثابت ہونا امر دیگر۔ اگر ایک مدعا کسی خاص دلیل سے
ثابت نہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ واقع مین وہ ثابت نہین یا مستدل کا وہ مذہب
نہین البتہ ورود اعتراض کیوجہ سے دلیل قاصر سمجھی جائیگی اس مقام پر سید صاحب کی غرض
یہی ہے کہ دو دلیلین امتناع کذب کی جو یہان بیان کیگئی ہین وہ ثبوت مدعا سے
قاصر ہین یعنی مدعا تو یہ تھا کہ کلام نفسی اور کلام لفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور ان
دونون دلیلون سے صرف کلام نفسی مین امتناع کذب ثابت ہوا اسیواسطے سید سند نے
بعد اعتراض مصرح کردیا ہے کہ مقصود اہم بیان صدق کلام لفظی ہے پس معلوم ہوا
کہ دعوی امتناع کذب کلام باریتعالی مین امر مہم امتناع کذب کلام لفظی ہے اور کیونکر نہ ہو
امتناع کذب باریتعالی کو اتفاقی قرار دیا ہے باوجودیکہ معتزلہ منکر کلام نفسی کے ہین پس
اگر کلام لفظی مد نظر نہ رکھا جاے تو اتفاق کیونکر متصور ہوگا۔ تیسرے یہ کہ منجملہ دلائل
ثلثی کے اگر صاحب مواقف کی دو دلیلین قاصر ہوئین تو مدعا مین خلل نہین آسکتا تیسری جواب سوم
دلیل سے اونکا مدعا کامل طور سے ثابت ہے اسیواسطے خود صاحب مواقف دلیل ثالث
کے حق مین فرماتے ہین وعلیہ الاعتماد اور سید سند اسکی وجہ تحریر کرتے ہین لصحتہ ودلالتہ
علی الصدق فی الکلام النفسی واللفظی معًا اس سے معلوم ہوا کہ سنت والجماعت کا
مذہب تو یہی ہے کہ باریتعالی کے کلام نفسی ولفظی دونون مین کذب ممتنع ہے اور صدق

ضروری ہے مگر دلیلین ایسی بیان کی ہین کہ بعض مثبت کل مدعا ہین اور بعض جز
مدعا ولا حرج فیہ بعد وضوح المقصود اور چوتھے یہ کہ میرا استناد محض ادلہ صاحب اقوال
نہین ہے تاکہ قصور اونکا میرے دعوی مین فتور لاوے بلکہ مستشہدات میرے اقوال
مفسرین بھی تھے جنکا موضوع و مبحوث عنہ بجز کلام لفظی کے دوسرا امر نہین ہے کما لا یخفی
علی الماہرین وعلی ہذا القیاس اقوال علماء اصول کہ اونکو بھی بجز کلام لفظی کے
کلام نفسی سے سروکار نہین ہے، اور پانچوین یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کلام لفظی و کلام نفسی مین نسبت
دال و مدلول کی ہے لہذا یہ نہین ہوسکتا کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب کلام لفظی
یعنی دال کو صادق یا کاذب کہنے کے یہی معنی ہین کہ اوسکا مدلول یعنی کلام نفسی مطابق
واقع کے ہے یا نہین ہے اگر مطابق واقع کے ہے تو صادق ہے ورنہ کاذب کیا نفظ
الفاظ کو جو صوت محض ہین مطابق اعیان خارجیہ کے کہہ سکتے ہین ہرگز نہین بلکہ
مطابق اور غیر مطابق حقیقیہ و بالذات مدلولات ہونگی اور بالعرض اونکے الفاظ جب
یہ امر ثابت ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ جن دلیلون سے کلام نفسی مین کذب کا ممتنع ہونا
ثابت ہوگا اونسے کلام لفظی مین بہی ہوگا بھلا کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ لفظ اللہ موجود
تو کاذب ہے اور مدلول اسکا صادق اب مین وہ عبارات نقل کرتا ہون جس سے واضح
ہو کہ یہ کلمات الٰہی تعبیر اُن کلمات ازلیہ سے ہین یعنی کلمات دال ہین اور معنی قایم
بذاتہ تعالی مدلول والکلام ہو صفۃ ازلیۃ عبر عنہا بالنظم المسمی بالقرآن المرکب
من الحروف (شرح عقاید نسفی) وتحقیقہ ان للشئ وجودًا فی الاعیان ووجودًا فی

الاذہان ووجوداً فی العبارۃ ووجوداً فی الکتابۃ فالکتابۃ تدل علی العبار

والعبارۃ تدل علی ما فی الاذہان وھو ما فی الاعیان آہ (شرح عقاید نسفی) وہمچنیں

یک کلام بسیط ست کہ از ازل تا ابد بہمان کلام گویا است اگر امر است از ہمان جا

ناشی ست واگر نہی ست ہم از انجا اگر اعلام ست ہم از انجا ماخوذ واگر استعلام ست ہم از

اگر تمنی ست ہم از انجا مستفاد ست اگر ترجی ست ہم از انجا جمیع کتب منزلہ وصحف در

ورقیست از ان کلام بسیط اگر توریت ست از انجا انتساخ یافتہ ست اگر انجیل

ہم از انجا صورت لفظی گرفتہ ست اگر زبور ست ہم از انجا مسطور گشتہ اگر قران ست ہم از

منزل فرمودہ ﮧ واللہ کلام حق کہ علی الحق یکیست پس وپیش در نزول مختلف آ

آمدہ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ) اب نظار با انصاف اُس عقیدہ کو

ملاحظہ کرین جو اخبار مذکور مین مطبوع ہے وہو ہذا باری عز اسمہ کا متصف بکذب ہونا

ممتنع بالذات ہے اور کلام لفظی کا متصف بکذب ہونا ممکن بالذات ممتنع بالغیر اور

کلام نفسی کا اتصاف بکذب ممتنع بالذات ہے انتہی اس عقیدے کا لچر اور غلط ہونا

میری تقریر سابق سے اظہر من الشمس ہے کیونکہ اول تو مناط اس عقیدے کا تفرقہ

پر ہے درمیان کلام نفسی وکلام لفظی کے وقد علمت بطلانہ دوسرے یہ کہ ممکن بالذات

اگرچہ ممتنع بالغیر وواجب بالغیر ہو سکتا ہے مگر ممتنع بالذات اور واجب بالذات ہرگز

ہرگز ممکن بالغیر نہین ہو سکتا ہے اسلیے کہ ممکن بالغیر کوئی چیز ہی نہین ہے اسیواسطے

قید بالذات کو ممکن کے ساتھ محض واسطے تقابل وغیرہ کے بیان کرتے ہین اور قید

ﮧ رجوع فیصلہ از اخبار نظام الملک مرادآباد مطبوعہ ۱۲ اگست ۱۸۹۵ع مین مطبوع ہوا ہے ۱۲

احترازی سے احتراز بخلاف واجب بالذات وممتنع بالذات کے کہ اسمین قید احترازی ہے چنانکہ واقف پر مخفی نہین ہے اور شرح مواقف وغیرہ مین منصوص بھی ہے پس جب کلام لفظی اور نفسی مین ایسا علاقہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک کا صدق اور کذب دوسرے کے صدق اور کذب کو مستلزم ہے اور کلام کا صدق وکذب متکلم کے صدق وکذب کو تو ثابت ہوا کہ بر تقدیر امکان کذب کلام لفظی کے یہ نہین ہو سکتا ہے کہ کلام نفسی یا ذات واجب تعالی مین کذب ممتنع بالذات ہو ورنہ اجتماع ممتنع بالذات اور ممکن بالذات کا لازم آئیگا ہذا خلف **تنبیہ** جو صاحب باریتعالی کے کلام لفظی مین امکان کذب کے قائل ہوتے ہین غالبًا اونھین اس خیال نے یہ جرأت دلائی ہے کہ کلام لفظی اُس ذات مقدس سے قایم نہین ہے اسوجہ سے اوسکا کذب واجب تعالی کی ذات کیطرف رجوع نہین کرسکتا مگر یہ خیال محض خام ہے کیونکہ اولًا تو اسکی بنیاد خلاف تحقیق پر ہے صاحب مواقف نے یہ امر محقق کردیا ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی دونون واجب تعالی کی ذات سے قایم ہین کما مر ثانیًا یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ اتصاف صدق وکذب کے مدار معانی اور مدلولات الفاظ ہین اور الفاظ کا اس وصف سے متصف ہونا معانی کی بدولت ہے لہذا الفاظ کا اوسکی ذات سے قایم ہونا اور نہ قایم ہونا ایکسان ہے جب الفاظ کو متصف بکذب مانا جائیگا تو بالضرور اُنکے معانی یعنی کلام نفسی کو اور اس ذات پاک کو جس سے وہ کلام نفسی قایم ہے متصف ماننا پڑیگا وہذا خلف خیال کرنا چاہیے کہ نقوش الفاظ بالاتفاق کاتب اور متکلم سے قایم نہین ہین مگر جو

شخص جھوٹی دستاویز بناوے وہ بلاشبہ جھوٹا اور جعلساز ٹھہریگا اگرچہ اس مضمون کا اُسنے تکلم بھی نکیا ہوا اور اُس دستاویز کو جعلی کہینگے پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ اس جھوٹی دستاویز کی وجہ سے اوسکا بنانے والا جھوٹا اور جعلساز ٹھہرا حالانکہ اُسنے صرف نقوش ہی بنائے ہین جو کسیطرح اوسکی ذات سے قایم نہین ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ ان نقوش وغیرہا کو جو متصف بکذب کیا ہے تو اس مضمون کی وجہ سے کیا ہے جو اُس بنانے والیکی ذات سے قایم ہے یہی حال الفاظ کا سمجھنا چاہیے ثالثاً یہ کہ جب کلام لفظی کا کذب اس ذات مقدس کیطرف متوجہ نہوا تو صدق بھی نہو گا کیونکہ علت مشترک ہے اور جب صدق بھی اوسطرف رجوع نہوا تو آیات مسطور الذیل کے کیا معنے ہونگے (۱) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا (۲) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا (۳) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا (۴) وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ان آیتون مین قول وحدیث سے کلام لفظی مقصود ہے چنانچہ مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے تفسیر کبیر وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور اس تقدیر پر یہ بھی لازم آئیگا کہ کلام لفظی حقیقة کلام آلہی نہو اور اسکا منکر کلام الہی کا منکر نہ قرار دیا جاے غرض کہ اسکے سبب سے مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین کما لا یخفی علی الفطن اللبیب اس قدر بیان کے بعد چند شبہات اور بھی محظور و مسموع ہوے اونکا دفع کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ مدعیان کذب کو حوصلہ باقی نرہے (شبہہ ۱) مخبر صادق نے خبر دی ہی حتی اذا استیأس الرسل وظنوا انهم قد کذبوا جاءهم نصرنا الآیة اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو باریتعالی کیطرف کذب کا ظن ہوا اگر کذب باری ممکن نہوتا تو انبیاء

شبہہ اول

کرام جو علم الٰہی مین اعلم الناس ہین کیون ایسا ظن کرتے جواب اول تو اس آیت
مین اسکی تصریح نہین کہ ظن کرنے والے انبیا تھے بلکہ ہم کہتے ہین کہ ظن کرنے والے
وہ لوگ تھے جنکی طرف وہ انبیا بھیجے گئے تھے اور اونھون نے بھی خدا کی طرف
کذب کا گمان نہین کیا بلکہ رسولون کی طرف کیا معالم التنزیل مین ہے معناہ
حتی اذا استیأس الرسل من ایمان قومھم وظنوا ای ظن قومھم ان الرسل قد کذبھم
فی وعید العقاب انتہی اور اگر انبیا علیہم السلام ہی کو ظان قرار دین تو آیت کے یہ معنی ہین
کہ اونھین اپنی امید و رجا وغیرہ کیطرف کذب کا گمان ہوا نہ خدا کی طرف جیسا کہ تفسیر
ابو سعود مین ہے کذبتھم انفسھم حین حدثتھم بانھم ینصرون علیھم او کذبھم رجاءھم فانہ
یوصف بالصدق والکذب انتہی جو معنی یہان بیان کیے گئے اون سے ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ
سے اسبات کا وہم بھی نہین پیدا ہوتا کہ انبیا نے کذب باری کا گمان کیا اور بھلا انبیا
سے ایسا گمان کیونکر ہو سکتا ہے اونسے تو یہ خیال محال ہے ایسا گمان تو کسی ایماندار
سے بھی نہین ہو سکتا اور اگر کرے تو ایماندار نہین رہ سکتا چنانچہ امام فخر الدین رازی
حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین الا انہ بعید لان المؤمن
لایجوز ان یظن باللہ الکذب بل خرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز مثلہ علی الرسل
علیھم الصلوٰۃ انتہی اور ایسا ہی تفسیر ابو سعود مین ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت
صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے روبرو جب قصہ ظن مرسلین پیش کیا گیا تو فرمایا
کہ معاذ اللہ واللہ ما وعد اللہ رسولہ من شیء الا علم انہ کائن قبل ان یموت انتہی اس روایت

سے اکثر استدلالات امکان کذب کا رد نکل سکتا ہے کما لا یخفی علی الفطین فتبصر تم
ولیعلم انہ قد القی الی الکتاب لاستفسار امکان کذب رب الارباب وکان فیہ باللسان
الهندی الخطاب فحررت علی طبقه الجواب وبعد ختمه بالصواب قد ارسل الیّ بعض الاحباب
برسالة مرقومة فیها بعض الشکوک والاضطراب فقصدت تتمیم الکلام وتوضیح المرام
بحیث ینقطع عروق الشبهات والاوهام وتتبدی وجوه خرائد مقصورات الخیام
لکن لا بحیث یکون فتنة للعوام وبلیة لجمهور الانام ومضحکة لاعداء الاسلام
ومطعنا لذوائل ملام اللئام فاوردت الحجج المستخرجة من فحواء احسن الکلام وابلغ النظام
والدلائل المستنبطة من احادیث خیر الانام وسید الکرام علیه الصلوة والسلام
ما تعاقب اللیالی والایام بلسان سکان دار السلام وبالمحاورة المرضیة لافضل العظام
علیه الصلوة والسلام علی التوالی والدوام فاحسنوا التعمق بها الاخوان الکرام لکیلا
تستنو اسنن الد الخصام فی طعان سنان اللسان علی تغیر العنوان وضراب سیوف الشتام
علی تبدیل سیاق الکلام وما فعلت هذا الا لوقایة کلام الرب عن الشتم والسب
وتصیانة احادیث خیر الاخیار عن نظر الاغیار الکفار

الشبهة الثانیة

فان قلت لو لم یمکن الکذب (شرط۱۲) فی اخبار الله تعالی وقد اخبر الله الکریم تشریف نبیه
الکریم صلی الله علیه وسلم فی کتابه الکریم (لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
وما تاخر) لما امر (جزا۱۲) نبیه صلی الله علیه وسلم بهذا القول (قل ما کنت بدعا من الرسل
وما ادری ما یفعل بی ولا بکم) لانه صلی الله علیه وسلم لما کان مغفورا له بجمیع

ذنوبه لو كان بحسب الاخبار والكذب فى اخباره تعالى محال بزعمكم فما معنى عدم درايته صلى الله عليه وسلم بما يفعل به صلى الله عليه وسلم قلت جوابه بوجوه اما اولا فهذا لا يفيد الخصم فانه قائل بالامتناع بالغير والممتنع بالذات والممتنع بالغير سواء فى عدم التحقق فما هو جوابه فهو جوابنا واما ثانيا فهذا محمول على احوال الدنيا اى لا ادرى ما يصير اليه امرى وامركم ومن الغالب ومن المغلوب او لا ادرى ما تؤمرون به ولا ما اومر به فى باب التكاليف والشرائع او لا ادرى ما يفعل بى فى الدنيا اموت ام اقتل كما قتل الانبياء قبلى عليهم الصلوة والتسليم وهو لاينافى المغفورية واستحالة خلف الوعد كما لا يخفى واما ثالثا فهو محمول على احوال الآخرة تفصيلا اى ما ادرى ما يفعل بى ولا بكم فى الآخرة تفصيلا فانه شان خالق القوى والقدر وهذا لاينافى العلم الاجمالى بالمغفرة القطعية فلا ينافى استحالة الكذب عليه تعالى فى اخباره ووعده ووعيده واما رابعا فكان هذا الامر قبل نزول إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا الآية المشتملة على تكريم النبى عليه وعلى آله الصلوة والتسليم بالمغفرة المطلقة فلا خلف ايضا وهذا مع كونه ظاهرا لان قوله تعالى وما ادرى ما يفعل بى الآية فى سورة الاحقاف وهى مكية وبشارة المغفرة المطلقة فى سورة الفتح وهى مدنية فلا خفاء فى تقدم عدم الدراية بما يفعل به وغيره عليه الصلوة والسلام على علم المغفرة المطلقة منصوص عن حبر الامة عبد الله ابن عباس رضى الله عنه هذا والامام فخر الدين الرازى استبعد القول بكون النبى صلى الله عليه وسلم شاكا فى مغفوريته ورده بوجوه ثلاثة ان شئت فارجع الى

تفسيره هذا ملخص التفاسير من البيضاوی وابی السعود والكبير وغيرها

الشبهة الثالثة فان توهم انه لو كان الكذب عليه تعالى محالا فما معنى

لقوله تعالى (لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ) مع اَنَّ اِنْ تدخل على امر على خطر الوجود فاذا كان

شرك الانبياء عليهم الصلوة والسلام على خطر الوجود كان حبط عملهم المبنى عليه ايضا

على خطر الوجود فما معنى المغفورية المطلقة القطعية لنبينا عليه الصلوة

والسلام وان هذا الا امكان الكذب وهذا خلف **قلت** هذا ابر بوجوه عديدة اما اولا

فلا منافاة بين القضية الحملية الضرورية اى نبينا صلى الله عليه وسلم مغفور

مطلقا قطعا وبين الشرطية اى ان اشرك حبط عمله لان الشرطية لا تقتضى وجود المقدم

ولا وجود التالى بل يجوز ان يكون كلاهما ممتنعين كما يظهر من التامل فى هذين القولين النبى لا

عابد لولد الله و (قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ) وكما لا منافاة بين قولنا

لا شئ من الخمسة بمنقسمة بمتساويين وبين قولنا لو كانت الخمسة زوجا كانت

منقسمة بمتساويين فاذا لم يكن بين الحملية والشرطية تناف فلا توهم لامكان الكذب

قال امام المفسرين فخر الدين الرازی **السوال الثالث** كيف صح هذا الكلام مع علم الله تعالى

ان رسله لا يشركون ولا تحبط اعمالهم **والجواب** ان قوله لئن اشركت ليحبطن عملك

قضية شرطية والشرطية لا يلزم من صدقها صدق جزئيها الا ترى ان قولك لو كانت

الخمسة زوجا لكانت منقسمة بمتساويين قضية صادقة مع ان كل واحد من

طرفيها غير صادق قال الله تعالى (لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا) ولم يلزم من

Nazeeria Collection

JAMIA HAMDARD LIBRARY New Delhi

هذا صدق القول بان فيهما الهة وبانهما قد فسدتا انتهى وقال ابو السعود لئن اشركت
الآية كلام وارد على طريقة الفرض لتهييج الرسل واقناط الكفرة والايذان بغاية شناعة
الاشراك وقبحه وكونه بحيث ينهى عنه من لا يكاد يمكن ان يباشره فكيف بمن عداه آه
انتهى وقس على هذا قوله تعالى ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين آه
وقوله تعالى واذا لاذقناك ضعف الحياة وضعف الممات آه واما ثانيا فلا نسلم ان
كلمة ان لا تستعمل الا فى امر متردد الوجود وان كان اصله هذا كما نص عليه العلامة
التفتازانى فى المطول وغيره فى غيره الا ترى الى قوله تعالى (قل ان كان للرحمن ولد فانا
اول العابدين) فهل ترى امكان الولد لله تعالى مع دخول كلمة ان عليه فكذا ههنا
قال العلامة ابو السعود فان مضمون الشرطية انما هو تعليق شئ بشئ من غير تعرض
لامكان شئ منهما كيف لا وقد يكون كلاهما ممتنعا كقوله عز وجل (قل ان كان للرحمن
ولد فانا اول العابدين) وقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ونظائرهما انتهى۔
واما ثالثا فالخطاب وان كان فى الظاهر للنبى عليه السلام لكن المراد غيره فلا مجال لتوهم
امكان الكذب قال الامام الهمام فى تفسيره ان الخطاب مع النبى عليه الصلوة والسلام
فى الظاهر والمراد غيره كقوله تعالى (يا ايها النبى اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين)
وكقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) ومن الامثلة المشهورة اياك اعنى
واسمعى يا جارة آه وقال القاضى ابو الفيض عياض فى الشفاء وقوله تعالى (لئن اشركت
ليحبطن عملك) وما اشبهه فالمراد غيره وان هذا حال من اشرك والنبى عليه الصلوة

والسلام لا يجوز عليه هذا **الشبهة الرابعة** فان اختلج في قلبك انه
لو كان كذب الباري محالا فما معنى هذه الآية (فان كنت في شك مما انزلنا) الآية
لان خبر الله تعالى لما كان حقا لا يحتمل ان يتطرق الكذب عليه فكيف يتصور من النبي
عليه الصلوة والسلام الشك والارتياب فليس هو الا بناء على امكان الكذب فازحه
بما مر من ان الشرطية لا تقتضي امكان وجود المقدم او التالي او المراد عنه غير النبي عليه
الصلوة والسلام تعريضا ولذا قال الامام الهمام في تفسيره والذي يدل على صحة ما
ذكرنا وجوه الاول قوله تعالى في اخر السورة (يا ايها الناس ان كنتم في شك من ديني)
بين ان المذكور في اول الآية على سبيل الرمز هم المذكورون في هذه الآية على سبيل التصريح
الثاني ان الرسول لو كان شاكا في نبوة نفسه لكان شك غيره في نبوته اولى وهذا يوجب
سقوط الشريعة بالكلية والثالث ان بتقدير ان يكون شاكا في نبوة نفسه فكيف
يزول لشك باخبار اهل الكتاب بنبوته مع انهم في الاكثر كفار وان حصل فيهم من كان
مومنا الا ان قوله ليس بحجة لا سيما وقد تقرر ان ما في ايديهم من التورية والانجيل
فالكل مصحف فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب وان كان في الظاهر مع الرسول
صلى الله عليه وسلم الا ان المراد هو الامة ثم قال واقول تمام التقرير في هذا الباب
ان قوله فان كنت في شك فافعل كذا وكذا قضية شرطية والقضية الشرطية
لا اشعار فيها البتة بان الشرط وقع او لم يقع ولا بان الجزاء وقع او لم يقع اه وقال القاضي
عياض في شفاه اعلم منحنا الله واياك توفيقه ان ما تعلق منه بطريق التوحيد والعلم

بالله تعالى وصفاته والايمان به وبما اوحى الله اليه فعلى غاية المعرفة ووضوح العلم
واليقين والانتفاء عن الجهل لشئ من ذلك او الشك والريب فيه والعصمة من كل
ما يضاد المعرفة بذلك اليقين هذا ما وقع اجماع المسلمين عليه ولا يصح بالبراهين
الواضحة ان يكون فى عقود الانبياء سواه انتهى **الشبهة الخامسة**
فان قلت قال الله تعالى (انك لا تخلف الميعاد) (ان الله لا يخلف الميعاد) (ومن اوفى
بعهده من الله) انا لننصر رسلنا آه وقد قلت ان الخلف فى الميعاد مستحيل فما معنى لقوله
تعالى (حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب) فانه لو لم
يمكن الخلف فى الميعاد لما كان لاستبعاد النصر معنى قلت قد كفى عنا المؤنة امام المفسرين
فى تفسيره هذه الاية جزاه الله عنا خير الجزاء (المسئلة الخامسة) فى الآية اشكال وهو
انه كيف يليق بالرسول القاطع بصحة وعد الله ووعيده ان يقول على سبيل الاستبعاد
متى نصر الله والجواب عنه من وجوه احدها ان كونه رسولا لا يمنع من ان يتاذى من
كيد الاعداء قال تعالى (ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون) وقال تعالى (
لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين) وقال تعالى (حتى اذا استيأس الرسل وظنوا
انهم قد كذبوا جاءهم نصرنا فنجى) وعلى هذا فاذا ضاق قلبه وقلت حيلته وكان
قد سمع من الله تعالى انه ينصره الا انه ما عين له الوقت فى ذلك قال عند ضيق قلبه
متى نصر الله حتى انه ان علم قرب الوقت زال همه وغمه وطاب قلبه والذى
يدل على صحة ذلك انه قال فى الجواب الا ان نصر الله قريب فلما كان الجواب بذكر

الغرب دل على ان السؤال كان واقعا عن الغرب ولو كان السؤال وقع عن انه هل توجد النصارى لا لما كان هذا الجواب مطابقا لذلك السؤال وهذا هو الجواب المعتمد)

الشبهة السادسة فان قلت قد جاء في الحديث الصحيح المروى في البخاري والمسلم وغيرهما عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مستجمعا ضاحكا حتى ارى منه لهواته انما كان يتبسم قالت وكان اذا رای غيما او ريحا عرف ذلك في وجهه فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ارى الناس اذا راؤ الغيم فرحوا رجاء ان يكون فيه المطر واراك اذا رئيته عرفت في وجهك الكراهية قالت فقال يا عائشة رضي الله عنها ما يؤمنني ان يكون فيه عذاب قد عذب قوم بالريح وقد رای قوم العذاب فقالوا هذا عارض ممطرنا وقد كان مغفورا مطلقا فلو لم يمكن الخلف في الوعد لما كان هذا الخوف والاقبال والادبار كما جاء في حديث آخر لمسلم وغيره قلت اولا ما كان هذا الخوف لاجل نفسه الشريفة صلى الله عليه وسلم حتى يحصل التوهم المذكور بل لاجل الامة كما نص في العيني والقسطلاني وقال النووي كان خوفه صلى الله عليه وسلم ان يعاقبوا بعصيان العصاة وسروره لزوال سبب الخوف انتهى وقد جاء النص بهذا في حديث رواه مسلم في صحيحه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم الريح والغيم عرف ذلك في وجهه واقبل وادبر فاذا امطرت سربه وذهب عنه ذلك قالت عائشة فسألته فقال اني خشيت ان يكون عذابا سلط على امتي ويقول اذا رأى المطر رحمة انتهى وثانيا يحتمل

ان یکون هذا قبل البشارة فانه ما حصل الا فی اخر عمره کما لا یخفی علی الماهر وهذا لیس
ببعید ولا بدع فانهم اجابوا بمثل هذا فی امثال هذا کما سیجیٔ من النووی فی الخدشة
الآتیة وایضاً قالوا فی قول النبی صلی الله علیه وسلم ولا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من
یونس ابن متی مع انه افضل الرسل اجماعاً وقطعاً انه قبل علمه صلی الله علیه وسلم
بافضلیته المطلقة کما نص علیه شراح البخاری والنووی والقاضی عیاض وغیرهم
وثالثاً المغفوریة المطلقة لا تنافی الابتلاء بمصائب الدنیا وعذابها وشدائدها بل
اشد البلاء الانبیاء فالامثل فالامثل کما هو المقرر المنصوص فی الصحاح فاذا ثبت
هذا فلا مجال لامکان خلف المیعاد وبهذا یندفع ما یتوهم انه لو لم یمکن الخلف فی الوعد
لما کان لقوله تعالی (قل ارأیتم ان اهلکنی الله ومن معی او رحمنا الآیة) معنی وجه الدفع
انه لیس المراد من الاهلاک ههنا الا الاماتة فی الحال کما نص علیه ارباب التفاسیر
وانت تعلم ان المغفوریة المطلقة لا تنافی الاماتة الدنیویة لقوله تعالی (کل نفس ذائقة
الموت) (وقوله (انک میت وانهم میتون) وایضاً لا یفید الخصم کما مر غیر مرة —

الشبهة السابعة فان غلب علیک جنود الوهم بانه قد ورد
فی الخبر قال خسفت الشمس فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فقام فزعاً یخشی ان تکون
الساعة حتی اتی المسجد الحدیث رواه المسلم فی صحیحه وقد اخبر النبی صلی الله علیه وسلم
بانه لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربها وما لم تتقدم اشراط الساعة غیرها
فلو لم یمکن الخلف والکذب فی الاخبار ممکناً لما حصل الفزع الکذائی فاهزمها بعساکر

الفكر بان لعل هذا كان قبل علام النبى صلى الله عليه وسلم بهذه الامور او لعله
خشى ان يكون بعض مقدمات الساعة او بان ظن الراوى ليس بحجة فان كنت فى
مرية من هذا فاستمع ما نص النووى وهو هذا قد يستشكل من حيث ان الساعة
لها مقدمات كثيرة لا بد من وقوعها ولم تكن وقعت كطلوع الشمس من مغربها و
خروج الدابة والنار والدجال وقتال الترك واشياء اخر لا بد من وقوعها قبل الساعة
كفتوح الشام والعراق ومصر وغيرها وانفاق كنوز كسرى فى سبيل الله تعالى وقتل الخوارج
وغير ذلك من الامور المشهورة فى الاحاديث الصحيحة ويجاب عنه باجوبة احدها
لعل هذا الكسوف كان قبل اعلام النبى صلى الله عليه وسلم بهذه الامور الثانى لعله
خشى ان تكون بعض مقدماتها الثالث ان الراوى ظن النبى صلى الله عليه وسلم يخشى
ان تكون الساعة وليس يلزم من ظنه ان يكون النبى صلى الله عليه وسلم خشى ذلك
حقيقة بل خرج النبى صلى الله عليه وسلم مستعجلا مهتما بالصلوة وغيرها من
الكسوف مبادرا الى ذلك وربما خاف ان يكون نوع عقوبة كما كان صلى الله عليه
وسلم عند هبوب الريح تعرف الكراهية فى وجهه ويخاف ان يكون عذابا كما سبق
فى اخر كتاب الاستسقاء فظن الراوى خلاف ذلك ولا اعتبار بظنه انتهى وايضا لا يفيد
الخصم كما مر تقريره وما قال بعض الكملاء فى بيان امكان كذبه تعالى انه ممكن فى ذاته
يقع لان الكذب وجودا لا عدم واقتدار لا عجز وهو فى حد ذاته من جهة الوجود والقدرة
حسن لا قبيح والقبح الذى عرض له فهو من جهة نهى الخالق والنهى انما يتصور بلحاظ العباد

هذا ادعاء منقوض كما فى كتاب بعض الاحباب ١٢

المخلوقين لا بالنسبة الى الخالق المالك تعالى شانه فهو من حيث الاكتساب الممنوع
قبيح لا من حيث خلق الخالق فالقبح انما يعرض له فى حق العبد الكاسب لا فى حق
المالك الخالق وهو انما هو من جهة ضرر احد نحو اتلاف حقه او اذيته او خداعه
فلو كان فى الكذب نفع احد من حيث المال او النفس صار حسنا بل فرضا فى بعض الاوقات
مثلاً لو كان فى الصدق قتل مسلم وفى الكذب نجاته لكان الصدق فيه حراما والكذب فرضا
فظهر ان قبحه عارض لا لاجل نهى الخالق وليس هو فى حد ذاته التى هى وجوده واقتداره فالانكار
لهذا او التامل فيه لا يليق بشان العلماء لان كسب الشر قبيح وهو بالنسبة الى المخلوق
لا خلقه وهو بالنسبة الى الخالق هذا الدليل عقلى اجمالا والدليل النقلى هذا ان نبينا و
سيدنا صلى الله عليه وسلم كان مغفورا لقوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
وما تاخر فلو كان الخلف فى الوعد ممتنعا لما كان يخشى صلى الله عليه وسلم لما امر بقوله
تعالى (قل ان اهلكني الله ومن معي) وبقوله تعالى (لئن اشركت ليحبطن عملك) وغيرها
من الآيات وكلمة ان انما تدخل على الممكن لا الممتنع وعلى المعدوم المخطور الوجود لا الممتنع
الوجود كما هو مسلم عند علماء العربية والخشية انما يكون من الممكن لا من المحال ما سمعنا
ولا رئينا احدا يخشى الشريك المستحيل انما الخشية من الله الموجود والآيات الكثيرة
والاحاديث العديدة تدل على امكان كذب البارى تعالى وحقق شارح المواقف
وشارح المقاصد وغيرهما من المحققين امكان الكذب وهذا العبد مقلد للمتاخرين
اهل الكلام بامكان الكذب فالعبد ايضا يعتقد امكانه لا افقهه حق التفقه ✻

خبر ١٢

اما اولاً فلان هذا المذكور مبنی علی مذهب الاشاعرة القائلين بشرعية الحسن والقبح اعنی لاشئ فی حد ذاته مع قطع النظر عن امر الشارع ونهيه حسن وقبيح بمعنی ما يمدح به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب اجلاً بل ما امر به حسن وما نهی عنه قبيح ولو انعکس الامر انعکس الامر حتی ان الايمان والکفر والصلوة والصوم والزنا والسرقة فی مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواسية لا تفاوت بينها فی الحسن والقبح بالمعنی المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية کثرهم الله تعالی القائلين بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها علی الشرع بل الاشياء فی حد ذاتها انفسها بعضها حسنة وبعضها قبيحة وهذا کله مصرح فی التلويح والمسلم وغيرهما واليه يشير قوله تعالی (قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ الآية) فکيف يصح التمسك للحنفی المتبع للمشائخ الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم الشوافع والا فاين التقليد واما ثانياً فلان القبح بمعنی صفة النقصان عقلی بالاتفاق کما مر غير مرة فکيف يسلم ان قبح الکذب عارض لاجل النهی بل الکذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله تعالی منزه عن النقائص بالاجماع وان لم يکن قبحه بمعنی ما يستحق به العقاب عقلياً بالاتفاق لکن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنی لا يتصور فی حقه تعالی واما ثالثاً فلان فيه تلفيقاً بين المذهبين لان الاشاعرة کما قالوا بعروض القبح للاشياء لاجل النهی کذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنی لکون الکذب حسناً فی حد ذاته قبيحاً لاجل النهی فمع قطع النظر عن الشرع کما لا قبح فيه کذلك لا حسن فيه

عندهم انما يتصور الحسن الذاتی فی مذهب غيرهم لاكن فی هذا المثال الجزئی
ليس الحسن ثابتا عندهم ايضا بل الثابت القبح الذاتی عندهم واما رابعا فلان قوله
قبح الكذب لاجل الضرر والاذية اه هذا مناف لما سبق من ان قبح الكذب لاجل النهی
لان مناط القبح لما كان نهی الخالق فما دام النهی موجود اوجد القبح وان لم يوجد الضرر
والاذية والخداع وغيرها نعم اذا رفع النهی وجاء الامر مقامه وجد الحسن مقام
القبح هذا عند الاشاعرة واما مشائخنا الماتريدية فقالوا الكذب لا يصير حسنا
بالذات وان صار واجبا بل هو باقٍ علی قبحه الذاتی كما هو منصوص فی المسلم وغيره
عبارته هكذا (وقالوا لو كان ذاتيا لم يتخلف وقد تخلف فان الكذب مثلا يجب
لعصمة نبی وانقاذ بری من سفاكٍ والجواب ان هناك ارتكاب اقل القبيحين
لا ان الكذب صار حسنا قيل يرد عليه ان هذا الكذب واجب فيدخل فی الحسن
اقول الحسن لغيره لا ينافی القبح لذاته وهذا معنی قولهم الضرورات تبيح المحظورات الخ)
فاندفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لاحد يصير حسنا بل
فرضا اه كما لا يخفی واما خامسا فلان قوله ان الكذب وجودی لا عدمی واقتدار لا
عجز وهو فی حد ذاته من جهة الوجود والقدرة حسن لا قبيح ماذا اراد به ان اراد ان
الكذب عين الوجود والقدرة فهو ظاهر البطلان لان المصادر لا تحمل الا برادفاتها
او جزئياتها وظاهر ان الكذب ليس بمرادف للوجود والقدرة ولا جزئيا لهما ولا عكس
ايضا وان اراد ان الكذب موجود ومقدور فان اراد ان كذب الباری موجود ومقدور

فهو اول المسئلة وجاء المصادرة على المطلوب فان المطلوب ما كان الا ان كذب
الباری ممکن وصار حاصل الدليل هكذا كذب الباری ممکن لان كذبه موجود ومقدور
وان هو الا جعل المدعی جزء الدليل وايضاً مناف لقوله وانلم يقع فان فيه اعتراف
بالوجود وان اراد ان كذب الممكن والمخلوق موجود ومقدور وهو من جهة الوجود و
القدرة حسن فلا يفيد المطلوب لان الكلام كان فی امكان كذب الباری وخرج
من الدليل امكان كذب المخلوق ولا كلام فيه بل العالم مشحون من الكذب بلا
ارتياب واما سادساً فهو منقوض بظلم الباری (تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا)
فان مقدمات الدليل جارية فيه مع تخلف المدعی فانه لم يقل به احد من اهل
السنة والجماعة وان قال به الفرقة الباطلة المزدارية واما سابعاً فلان ليس
الكلام الا فی امكان اتصاف الكذب وكسبه لا فی خلقه كيف وان الكذب شائع
ذائع فی العالم وليس خالق الاشياء عند اهل الحق الا الله فعلى تقدير تجويز كذب الباری
يلزم كسب الكذب لا خلقه فی محل آخر وكسب الشر قبيح عنه المستدل ايضاً
كما نص فی آخر الدليل فيلزم القباحة والشناعة هذا خلف وما قال فی الدليل النقلی
من ان الخلف فی الوعد لو كان ممتنعاً مع كونه صلى الله عليه وسلم موعوداً
بالمغفرة لجميع ما تقدم من ذنبه وما تاخر لما كان لخشيته صلى الله عليه وسلم
معنى فجوابه ظاهر فانه صلى الله عليه وسلم ما خشى لا جل نفسه النفيسة
من العذاب الاخروی بل لاجل الامة اولاداء الشكر واظهار الخشوع والخضوع

فى الحضرة الالهية وغيرها كما قال القاضى عياض وعبارته هكذا وايضا
فيقال لهم فانكم ومن وافقكم تقولون بغفران الصغائر باجتناب الكبائر ولا خلاف
بعصمة الانبياء من الكبائر فما جوزتم من وقوع الصغائر عليهم فهى مغفورة
على هذا فما معنى المواخذة بها اذا عندكم وخوف الانبياء وتوبتهم منها وهى مغفورة
لو كانت فما اجابوا به فهو جوابنا عن المواخذة بافعال السهو والتاويل وقد قيل ان
كثرة استغفار النبى وتوبته وغيره من الانبياء عليهم السلام على وجه ملازمة
الخضوع والعبودية والاعتراف بالتقصير شكرا لله على نعمه كما قال عليه الصلوة
والسلام وقد امن من المواخذة بما تقدم وما تاخر افلا اكون عبدا شكورا وقال انى
اخشاكم لله واعلمكم بما اتقى قال الحارث بن اسد خوف الملائكة والانبياء خوف
اعظام وتعبد لله لانهم امنون وقيل فعلوا ذلك ليقتدى بهم ويستن بها امهم
كما قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا انتهى وايضا قال فى موضع
آخر ناقلا عن النبى والثقة كنزى والحزن رفيقى واليقين قوتى وغمى لاجل امتى انتهى ومن
ادعى الخشية لاجل عدم وثوق النبى بمواعده تعالى فعليه البيان بالبرهان بل هذا
مخالف لقوله تعالى (ولا تحسبن الله مخلف وعده رسله) والا يلزم عدم امتثاله
بنهى الله تعالى عن حسبان الاخلاف فى مواعيد الرسل وهو صريح البطلان والا
فاين عصمة الانبياء المقرر عند المحققين صلوات الله تعالى عليهم اجمعين ومناقض
لقول عائشة رضى الله تعالى عنها المذكور فى ما سبق من قولها معاذ الله ما وعد الله

آه وايضا نص القاضي عياض بقوله لا انه شك في وعد الله وايضا نظهر لمن تتبع
سير الانبياء عليهم الصلوة والسلام انهم على كمال وثوق واعتماد بمواعيد الله
تعالى لا يتطرق وهم امكان خلف المواعيد في قلوبهم الا ترى الى قول موسى عليه
وعلى نبينا الصلوة والسلام (كلا ان معي ربي سيهدين) بعد ما قال له قومه ما قال
(فلما ترائى الجمعن قال اصحاب موسى انا لمدركون) والى قول نبينا صلى الله عليه
وسلم لرفيقه في الغار (لا تحزن ان الله معنا) وقد روى عن عائشة رضي الله
تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يحرس حتى نزلت هذه الآية (والله
يعصمك من الناس) فاخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه من القبة وقال لهم
يا ايها الناس انصرفوا فقد عصمني ربي عز وجل وقيل كان عليه الصلوة والسلام
يخاف قريشا فلما انزلت هذه الاية اى (يا ايها الذين امنوا اذكروا نعمت الله عليكم
اذ هم الآيه) استلقى ثم قال من شاء فليخذلني انتهى (شفا قاضي عياض) وما قال
بعض الكملاء لو كان الخلف في الوعد ممتنعا لما امر النبي بقوله تعالى (قل ان اهلكني
الله ومن معي الآيه) وبقوله تعالى لان اشركت ليحبطن عملك الآيه وغيرها من الآيات
الاخر فقد مرجوابه فيما سبق مفصلا فلا نعيده وايضا هذا خرق للاجماع فان الخلف
في الوعيد وان جوز لكن الخلف في الوعد قد عد ممتنعا بالاجماع كما مر وما قال ان
شارح المواقف والمقاصد وغيرهما من المحققين قد جوزوا الكذب عليه تعالى فقد
علمت فيما سبق ان التحقيق خلافه فلا حاجة الى الاعادة والله ولي الافادة وللطه تتمة

يهدي من يشاء الى صراط مستقيم خلاصہ مرام یہ ہے کہ اہل حق کے نزدیک کذب
باری تعالی ہرگز ہرگز ممکن نہین نہ کلام نفسی نہ کلام لفظی مین بلکہ یہ عقیدہ فرقہ زائغہ
مزداریہ کاہے اور مجوزین خلف فی الوعید ہرگز معتقد جواز کذب باری تعالی نہین
بلکہ اونکو کذب باری تعالی اور تبدیل قول الہی کا الزام لگایا جاتاہے اور وہ مدفوع
ہے اور محققین خلف فی الوعید کو جائز نہین رکھتے اگر قول شاذ ہو تو وہ بمقابلہ نصوص
قاطعہ مردود یا مأوّل ہوگا پھر ایسے اقوال شاذہ سے عقیدہ کا ثبوت کیونکر ہوسکتاہے
اثبات عقیدہ کے لیئے دلیل قطعی ہونا چاہیے اور زبان درازی اس امر مین موجب
نقصان دین اور باعث مضحکہ دشمنان شرع متین ہے اللہ تعالی اہل اسلام کو اس سے
بچاوے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و
سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین - حررہ افقر عباد ذی المنن عبدہ
احمد حسن عصمہ اللہ عن آفات یوم المحن بفضلہ الخفی والعلن المقیم فی بلدۃ کانفور
صانہا اللہ عن الشرور والمدرس فی دار العلوم فی آخر عشرۃ ذی الحجۃ سنۃ ١٣٠٦ھ ہجریہ
اب وہ تقریظین نقل کیجاتی ہین جو علماے کرام نے اس عمدہ اور نادر رسالہ پر کی ہین +

صورۃ ما قرظہ فخر العلماء الکرام صدر الفضلاء العظام استاذ اساتذۃ الھند والشام محط رحال الفخام آیۃ من آیات اللہ الحضرۃ مولانا محمد لطف اللہ دامت برکاتھم وعمت

فيوضاتهم ولقد اجاد فيما افاد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هو اصدق قيلا والصلوة والسلام على من بعث مرشدا ودليلا وعلى آله واصحابه الذين كانوا ينزهون الله عما لا يليق بجنابه وبعد فيقول العبد الضعيف المعتصم بحبل الله المتين **محمد لطف الله** تجاوز الله عن سيأته يوم الدين انى لما طالعت هذا الكتاب الذي رصفه اخلص الاحباب مالك ازمة التحقيقات الشرعية والتدقيقات الفلسفية النحرير الكامل الحبر الفاضل الذي يفتخر بوجوده الزمن المولوي **احمد حسن** حرس الله ذاته واسعد اوقاته فوجدته صحيح المعاني سديد المباني حريا بان يكتبه علماء الزمان على صفائح اليواقيت بمياه العقيان وقمينا بان تتخذه الغيد عقد الجيد محتويا على تحقيقات بديعة تطرب الاسماع ومشتملا على تدقيقات منيعة تميل اليها الطباع جزى الله مرصفه جزاء موفورا وجعل سعيه مشكورا واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على طه الامين

صورة ما قرظه البحر الكامل والنحرير الفاضل جامع العلوم العقلية والنقلية مصدر الكمالات البهية الاديب الاريب الفطين اللبيب بهجة الادباء

اوحد النبلاء الالمعى اللوذعى مولانا محمد عبد الله التونكى
احد اعيان مدرسة بيت العلوم فى بلدة لاهور حفظها الله
من الحور بعد الكور ولقد احسن المقال وابدع فيما قال

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين وبعد
فهذه رسالة رشيقة بارعة ومقالة انيقة فارعة فى توضيح تقدس البارى عن امكان
الكذب والمين وتقرير تنزهه من جواز النقص والشين تطرب اولى الابصار بافاضتها الرائعة
السائغة وتطرب ذوى الاهذار بافاضتها الرابعة السابغة تنشرح بها صدور العقلاء
الانزال وتنقبض عنها قلوب الجهلاء الانذال تفرح بها نفوس ارباب اللب والسداد
وتقرح منها عيون اصحاب الخب والفساد مقاصدها محلاة بالبراهين القاهرة
ومطالبها موشاة بالسلاطين الداحرة ذوابل دلائلها فالقة لاكباد مشارب الغواة
الزائغين عن سبيل الرشاد ونواحل شواهدها خارقة لاكتاد مذاهب العصاة الراغين
الى طريق العناد مطارق بيانها الصافى قاصمة لرؤس اساطير القائلين بالجواز والامكان
ومقارع تبيانها الضافى قاصمة لظهور اصنام اصحاب الكذب والبهتان كيف لا وقد
نطق بها الحبر السامى والبحر الطامى الفاضل البصير والفاضل الخبير ذو العقل الصائب
والفهم الثاقب والذهن الثقيف والفكر الحصيف والراى الرزين والحدس الرصين

الحبیب الاکرم، والشفیق الافخم، والرفیق الاقدم، والصدیق الاعظم، مولانا المولوی
الحافظ **احمد حسن** سلمه الله عن مصائب الزمن وحوادث الفتن، المالك لازمة
العلوم النقلیة کلها بلا نزاع، والقائد لاعنة الفنون العقلیة جلها من غیر دفاع
الذی یقتبس عن ضیاء فضائله الدانی والقاصی، ویجتنی من ثمار جلائله العاری
الکاسی، سهام تقریره صائبة الی قلوب هفوات القوم الذین رشیدهم غوی
وصحه وقهم مائن، ورماح تحریره نائبة علی صدور سقطات النفر الذین خلیلهم
خلیل وامینهم خائن، فبدد شمل باطیلهم، وشرد جمع خزعبیلهم، وسوّد وجوه
مقالاتهم، وبیّض عیون ضلالاتهم، وشتّت جنود وساوس نظارهم، وفتت فوج
هواجس افکارهم، واقام علیهم یوم القیام، وامطر علیهم مطر الحمام، کما قد فعلت بهم
ذلك مرة بعد الاولی وکرة غب الاخری بالمشاهدة والمشافهة، والمعارضة والم
حین تکردسوا وازدحموا ببلدة لاهور، التی هی کالشارق والساهور، فی الضیاء والنو
سلمنی الله وایاها من شرور الدهور، وصوادد الحبور، فانبتوا وانبثوا وانمحو
وانهزموا وانسلوا وانفلوا کانهم جراد منتشر او قدر مشفتر وبالجملة فقطع
دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام
علی رسوله محمد واله وصحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین فقط

کتبه العبد المذنب المفتی

محمد عبد الله عفا الله عنه

صورة ما قرظه أفضل المحققين أشرف المدققين أكمل المناظرين أجل المعارضين أبجل المعارضين أنبل الفاضلين أبلغ البلغا أفصح الفصحا أفقه الفقها أنجب النجبا أشرف الشرفا أعلم العلما مولنا وبالفضل أولنا المولوى محمد على حفظه بكنفه عالم الخفى والجلى المتوطن ببلدة كانفور صانها الله عن الشرور

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذى احب تنزيهه عن وصم النقصان ❊ حتى جعل كلمة سبحان الله نصف الميزان ❊ على لسان نبيه عليه الصلوة والسلام الاتمان ❊ وشطرها من كلمتان ثقيلتان فى الميزان حبيبتان الى الرحمن ❊ والصلوة والسلام على اشرف المقدسين المسبحين للمنان ❊ الذى بين ثمرة شجرة قول السبحان ❊ تهافت الذنوب والعصيان ❊ كتساقط اوراق الاغصان ❊ عند حلول الشمس فى الميزان ❊ وعلى آله وصحبه الذين جعلوا من اورادهم تسابيح الحنان ❊ من كل نقيصة وماشان ❊ اما بعد فيقول العبد الضعيف النحيف المفتاق المشتاق ❊ الى مولاه الغنى المتجلى فى الانفس والافاق محمد على تجاوز الله عن ذنبه الخفى والجلى انى امعنت النظر واجلت الفكر فى هذه العجالة السائغة ❊ والعلالة الرائعة ❊ فاذا هى نهر ثجاج ❊ وبحر عجاج ❊ تقريرها اخذة عجائب ❊ ورقية ضبائب ❊ مقاصدها قلائد العقيان ❊ على نحور النسوان ❊ ومطالبها عقد الجمان ❊ فى جيد غلمان

قوله الا [illegible] نظيره ما [illegible] واشار الى حديث مروى فى البخارى وغيره كلمتان ثقيلتان فى الميزان خفيفتان على اللسان حبيبتان الى الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم ١٢ منه

الجنان٭ قواضب بججها القويمة قواصم لصدور هواجس الشيطان٭ وعواضب
بيّناتها المستقيمة قواصم لظهور وساوس شقيق الولهان٭ والفيت رياحين
مضامينها تزري بالربيع الزاهر٭ وصادقت تغريد الفاظها يغني عن رنات المزاهر٭
براهينها اضوء من الشموس البازغة وسلاطينها ابهر من البدور اللامعة٭ دعاويها الطف
من نسيم الاسحار٭ وفتاويها اعبق من روائح الازهار٭ تحقيقاتها اشهى من مسك
اذفر٭ وتدقيقاتها الذ من خلوق اعطر٭ تبيانها الوافي يضاهي بانوارها النجوم الزواهر وبيانها
الكافي يباهي بغرائدها عقود الجواهر نفائسها الغالية حاكت الاغياد لطافة ورشاقة٭
ولطائفها العالية ضاهت النواهد الغيد اقتدر ونقاوة واقتر نور تحريرها اشذى
من زهو الاقحوان٭ وزهر تقريرها اجلى من شقائق النعمان٭ كيف لا وهذبها الحبر اللوذعي٭
وشذبها البحر اليلمعي٭ ورصفها القلهمدم الهمقام٭ وصنفها القلذم الطمطام٭ جامع العلوم٭ كاشف
اسرار المكتوم٭ نبراس العلماء٭ مصباح الفضلاء٭ الذي برع على اقرانه بالفضل والكمال٭
وفاق على امثاله بالافادة والاكمال٭ الذي سدته مكب لطالب الفرائد ومنزله محط
لرحال العمائد اللبق الشهير الاوحد الكبير الخليل الجليل الصديق النبيل مولنا الحافظ
الحاج احمد حسن صانه الله عن جميع الفتن ونوائب الزمن ومكاره المحن واخر
دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
وازواجه وذريته وصحبه اجمعين الى يوم الدين برحمتك يا ارحم

الراحمين

صورة ما اقرظه العالم الجليل والفاضل النبيل المتلميذ الرشيد الفهام للمصنف العلام اعني المولوي محمد عبد الحي السورتي صانه الله عن شرور الغي

بسم الله الرحمن الرحيم

تنوير الاسفار وترصيعها بحمد من تقدس من شوائب امكان الاكاذيب الباطلة و توشيح الاوراق وتصقيلها بتحية من تنزه عن معائب النقائص العاطلة وتحلية الصحائف وتحليتها بالصلوة على من اعشوشب حماحم العلوم البارعة ونورحدائق الفهوم الفارعة وعلى اله وصحبه المنتظمة في سلك الافاويق الساطعة المنجلية من مصابيح النبوة اللامعة ما تهدرت حمائم اليراعة في ترصيف البراعة وبعد فيقول من لا يبغي لله الا الاستكانة ولا راس ماله الا المسكنة محمد عبد الحي السورتي جرسه الله عن شوائب الغواية والعمى انه كادت ان تنجح ظلمات الجهالة مومي العقول وتسدل غواشي الغيول مهامه فهوم الفحول وعسى ان يكون الناس بها في الصحارى كالحيارى يهيمون فلوات ١٢ وغارت مياه المعارف السرحاء فهم في نضوبها يتململون ونختلس بوارق الضلال مفازات بعيده ١٢ لتا ابصارهم فهم لا يبصرون اذ بزغ بدر الرشاد وطلعت شمس السداد من مطالع الهداية ومشارق الدراية فتلألأت صفحات البرية عن الظلماء وتزحزحت غواشي الفحشاء ونبع عين العلم ونبغ نهر الحلم وتولى عليه من يجلولديه افهام اولي

سلائق ذكية وتغترف من انهار فيوضه المقدسة ذو الطبائع السوية وهبّت
نسيمة سحرية من رياض عوارف معارفه البهية فتنوّرت ازهار الزنبق وازهرت ميطان
السمسق واكتست جنة الآكام حللا خضراء من وبل رغائبه الثراء الذى هو
مجمع البحرين بينهما برزخ لا يبغيان من العلمين المعقول والمنقول الذين دارت
كؤس تعاطيهما فى الملوين واضاء من المعارف الجلية سراجا وهاجا يستضئ
به من اضل شرعة ومنهاجا وافاض نهرا من لبن او عسل او خمر لذة للشاربين من العلوم
الحقيقية والفنون اليقينية بها يشفى صدور قوم مومنين اوستاذى ومطاعى
الفائض بالخير فى السر والعلن المولوى احمد حسن حرسه الله من
تباريح الشجن ونوائب المحن الذى لما تمكنت عقدة قد انعقدت فى مسئلة امكان
كذب البارى تعالى وامتناعه وترجرجت دونها اقدام العقول بايقاعه وانتزاعه
فالناس فى تنقيحها كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه فشمر عن ساق
الجد فى انحلالها وانفتاحها برسالة قدسية غراء ونسيمة سحرية خضراء التى
مبانيها ومعانيها بحران (يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان) وفرائد دقائق مخدورة فى
ما بنيها ما مستها ايدى الافكار وخرائد نكات كحور عين فى استارها ما رأتها
ابصار الانظار اوراقها تزرى الورقاء فى الجلاء والنور وشنب الثغور فهل يستوى
الظلمات والنور او الظل والحرور لا عزو فانه كتاب لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه
وينطق عليكم بالحق كيف لا وفيها تنزيه الله عن تجويز الاكاذيب الاباطيل وثبوت

وجوب الصدق) قد انشدت هذه القصيدة بفضل المفضل المنعام، فی جلسة واحدة
یوم العاشر من المحرم الحرام، مقرظا علی رسالة مدللة فی امتناع کذب الملک العلام
للاستاذ الهمام القمقام وهو اعظم واهم عقائد الاسلام،

سبحانک اللهم ذو الآلاء	تجویز کذب فیک شر هراء
انظن فیک جوازه ونبیحک	عن کل نقصان وجل هواء
ارئیتان وجوب صدق شانه	فمن المحال جواز کذب کناء
والیک نشکو من ذویه بقولهم	انت العزیز ذو انتقام عداء
لاحول من احکامک فنقولها	وان امرأ یلغوه من علماء
الله یبغی من یقول مجاهرا	تجویز کذب فیه شر هراء
ویوشح الاسفار فی بطلانه	ویزحزح الاظلام من اضواء
کلا لئن امر سیتهوا بکلامه	فنقول لهم ستعنت بدهاء
وهو الذی یجلو الدجی عقول من	ظلمت بکل جهالة سوداء
ویغوص فی بحر العلوم فیمتلی	ذیل العقول مسائلا بضیاء
لما رائیت معلما فی مسند	کدراری انسلکت بخیط سواء
استاذنا وسطاعنا (ای علی) احمد حسن	متلألئ فی العلم والآراء
الله یعصمه ویعصم حافظا	من شر خناس وسوء عداء
ثم الصلوة علی النبی محمد	والآل والاصحاب والعلماء

کتبه محمد عبد الحی السهسوانی عفی عنه

تقریظ دلپذیر نتیجۂ فکر غواص بحر معانی نقاد گہر نکتہ دانی منشی بی بدیل فاضل نبیل مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی نور محمد صاحب پنجابی گوردا سپوری شاگرد رشید حضرت مصنف سلمہ اللہ الی الابد

گوہر شاہوار حمد مجید۔ وجوہر آبدار ثنای لاتعد۔ کہ ترازوی زبان و معیار بیان از سنجیدن
و پیمودنش قاصر۔ وعقل ذکاوت فطرتان و درک فطانت طبیعتان از قوہ بفعل
آوردنش فاتر۔ ایثار بارگاہ کبریای متعال و نثار درگاہ حضرت ذو الجلال باد آنکہ ایت صدق
بشارت وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا از مدنیہ کمال صدا قتش رواقی۔ ومضمون بادی آیت
حق اشارت مایبدل القول لدی لاتیار نسیج طباق سنز ہیش اطاقی۔ ولغوت بیرون از احصای
و احاطۂ قیاس۔ ورحموت افزون از اندازۂ خرد دقیقہ شناس۔ تحفۂ حضرت سید الکونین
رسول الثقلین۔ خاتم المرسلین۔ ممدوح ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ قدوہ انبیا محمد مصطفی
صلعم۔ واصحابہ الطیبین وآلہ الطاہرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اما بعد این سرگردان توجیہ
ہیچ فناسی۔ ضرب خوردہ لطمۂ نارسائی۔ اضعف عباد ربہ الصمد نور محمد۔ عنان خوشخرام
خامہ را بعرصہ ء عاطرازی معطوف میسازد۔ وگوہر مطلب قلبی را بدستیاری غواص بیان
از عمان جنان بر آوردہ نثار محفل اولی الالباب مینماید۔ کہ درین زمان سفاہت اقتران
نقد گران بہای ہنر و علم چنان جنس کاسد شدہ کہ خروارش بجز جہرہ نمیخرند۔ وجوہر جان بہا
فضل و فہم چنان متاع خاسر گشتہ کہ انبارش بجوی نمیگیرند۔ برگ شجر فنون عقلی از تاراج خزان

جہل و نادانی فرو ریختہ۔ و ثمر درخت علوم نقلی را ملخ ظہور سفہای لایعنی پاک گسیختہ تحقیق مقاصد از خاطر زمرۂ علما ر و بفرار نہاد۔ و تدقیق مآرب بطائفۂ عالیۂ فضلا پشت داد۔ در اینچنین توزیع حال و تشتت بال کدام شاہد دلربا مست شراب جلوہ گری است کہ چشم تماشائیان ہمہ تن بر شاہراہ انتظار اوست۔ و کدام دلدار عشوہ پرداز مخمور صہبای محفل افروزی است کہ خاطر جہانیان محو تمنای دیدار او۔ چہ از زیبا غارتگری است کہ تا حجاب از چہرۂ عالم آرائی خود کشادہ۔ عالمی را بادای شیفتہ طرۂ سمن سای خود کردہ۔ و چہ ار عنا سروی است کہ تا پا بحجلۂ بقعہ جلوہ گستری نہاد۔ آمد آمد موسم بہار مژدۂ طرب و نشاط بگوش چمن آرایان روزگار در داد۔ باستقبال خیر مقدمش عرصۂ جہان بشگفتگی گلہای الوان رشک فرادیس تمالست۔ و فضای گیتی از کثرت لالہ و ارغوان غیرت دہ کان بدخشان۔ از ہر سو صدای الآن حصحص الحق بگوش میآید۔ و از ہر کوی نوای لقد ظہر الصدق شنیدہ میشود ؎ جہان شد بزم عیش دکامرانی ✤ بجام آمد شراب ارغوانی ✤ برون از سینہ شد یکسر غم و درد ✤ نشاط تازہ در دلہا وطن کرد ✤ ہمانا این حجلہ نشین زیبائی نہ محبوبی است زیبا کہ کو نظران دین و گمگردگان مراحل یقین نازش خرند۔ بل نگاری است رعنا کہ متعطشان زلال تحقیق از راح ریحانی جمالش اقداح تدقیق نوشند۔ شاہد دلفریب خلوتکدۂ احقاق حق است و صنم بتکدۂ تقدیس و ابطال مطلق وقتیکہ مشاطہ ہر ہفت آرای تسوید بر منصۂ ظہورش آراستہ عقل خردہ بین باسم با مسمے تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب و النقصان موسومش ساخت الحق نادر صحیفہ ایست مشتمل بر رد امکان کذب باری۔ و شگرف مجموعہ ایست متضمن بر امتناع در وغگوئی حضرت

لم یزلی - هرچند گلدسته ایست موجز - اما منیقه ایست معجز - در تشیید معانی و تشیید مبانی بحریست کافی
و محیطی است وافی - نار عینی است که طوق خیر الکلام قلّ و دلّ در گلویش شایان - و دلبری است که بسیمای
ابطال ملت باطل از پیشانی او درخشان حقاً کما حقه عروس نعوت دعاویش بحلی تحقیق آراسته و
شاهد دلائلش کما ینبغی بر منصه تدقیق نشسته - اگرچه شانه افکار متقدمین لف گره گیسوی لیلای این مقصد
فخیم الشان امشاطگی کرده - و گلگونه انظار متاخرین عارض سیمین لقای این مطلب عظیم المکان را بنقوش
اداسازی آراستگی نموده - اما این گلی است که تا گلزار هستی از جوی ظهور سیرابی یافته هیچ غنچه بدین تازگی
در خیابانش علم شگفتگی نیفراخته - و رعنا طنازی است که تا گلرخان معانی صحن چمن زنیار فتنی را پیراسته
نظیرش در چشم فلک نگذشته ؎ آفاقها گردیده ام مهر بتان ورزیده ام * بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزی
دیگری * درست که هر لفظش معدنی است از در ذخیره مشحون - و مضمونش عشوه گریست که بر بالائش قبای
این شعر موزون ؎ ای خوشا دلچسپ مضمونی که در تصویر آن * خامه همچون خامه نقاش شد رنگین نویس چنین نیست
که راقم بعلاقه ارادت و رابطه عقیدت انشهم لا فیده و بیان خلاف واقع بر زبان رانده - بلکه این عجاله
نقدی است عیار که برای تنقیدش صیرفی عقل سلیم شاهدی است صدق شعار - فرق توصیفش
از مشاطگی فکر ما خام مغزان مبرا - و خد تعریفش از غازه نثر ما کم فهمان مصفا - زهی گلشنی است تازه
که در جنب ضیای ازهار معانیش چراغان گلزار سپهر بیتاب می ماند - و گلبنی است نوباوه که به یک جلوه
تازگی مضامینش انوار بهار آب بنظر می نماید - سوادش مانند سیاهی مردم در دیده اهل بینش جا گرفته
و بیاضش مثل مهر انور سینه حق پژوهان را منور ساخته - چگونه نباشد آخر نخلبند این بوستان بهار
آئین کیست - استاذی - زبده هداة انام - قدوه علمای عالیمقام - تکیه اریکه کمال - تزئین و ساده

افضال. سیاح لجج معقول. شهاب ثاقب سمای منقول. مبیضم فیافی تدقیق. رهبر غایات
تحقیق. محی آئین شریعت. مقنن قوانین فضیلت. وسیلهٔ انجاح مآرب طلاب. ذریعهٔ انکشاف
معضلات اولی الالباب. فخر زمن مولانا مفتی احمد حسن صاحب مدرس اول مدرسهٔ دار العلوم که نطاق
جهد بکمر همت والا نهمت چست بسته ترشیح و تنقیح و توضیح دلائل نیر حضرت رب العزت سعی موفور بهم رسانیده و هر
گلی این گلدستهٔ چمنستان مقاصد گونین را از بوستانی فراهم آوردند. تا آنکه بتوشیح تنقیح و تصحیح قلزم معانی
شیر بیشهٔ نکته دانی رستم مضمار تحقیق شهسوار عرصهٔ تدقیق پیشوای ارباب فهم مقتدای اصحاب
علم ناصب عوامل شهرستان تحریر نحریر ثاقب آسمان تقریر صوفی باصفا خلاصهٔ آل عبا معدن فنون
عقلی و نقلی مخزن شیون ربوز خفی و جلی جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب محلی گشته زینت
محفل ارباب بصیرت دقیقه رس گردید و از هر جانب صدای شکر الله سعیهم بسمع شریف ساکنان
در سید ایده الله تعالی این نوع باوه باغ تحقیق را از انهار شهرت و رواج سیراب کند و باغبانش و حدیقه آرای
تصحیحش را از ثمرات مقاصد دارین کامیاب دارد. چونکه برای نظارگی منظر زیبا این دلدار معانی خاطر
اقاصی و ادانی میل تمام داشت. بنابران بدستیاری مشاطه کلک گوهر سلک و سواد قلم
جادو رقم خوشنویسان عدیل خطاط بی بدیل سرآمدهٔ جادو نگاران زمان خواجه عبد الواحد سلمه المنان
از خد و خال غازهٔ تحریر و نقاشی گلگونه تسطیر بهر هفت آراست. و بر منصهٔ لوح مطبع هر لعزیز تاجر با تمیز
جناب منشی عبد العزیز بفرمایش خیر خواه طالبین جناب مولوی امیر الدین جلالپوری جلوه ظهور داده
و متعطشان بادیهٔ تجسس احقاق حق را از زلال انجاح مخطوظ البال شیرین کام نموده. و
انا العبد الضعیف نور محمد الجورداسفوری من مضافات لاهور صانه الله عن الجور بعد الکور

تتمہ

واضح ہو کہ مدعیان امکان کذب باری تعالی نے دعوی کیا ہے کہ شرح مواقف اور شرح مقاصد سے ہمارا مدعا ثابت ہے اور ان دونون شارحون نے امکان کذب باری کو مسلم رکھا ہے اسوجہ سے مجھے ضرور تھا کہ ان دونون کتابون کی طرف رجوع کرون مگر اتفاق سے جواب لکھنے کیوقت شرح مواقف تو میرے پاس موجود تھی اُسکا حال تو ناظرین کو جواب کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گیا البتہ شرح مقاصد نتھی بفضلہ تعالی جسوقت یہ رسالہ چھپ رہا تھا اوسوقت یہ کتاب بھی مجھے بہم پہونچی بعد دیکھنے کے معلوم ہوا کہ مدعیان مذکورین نے جس امر کو شارح مقاصد کیطرف منسوب کیا ہے وہ سراسر غلط اور اتہام ہے بلکہ شارح مذکور تو اس دعوے کی بکمال درجہ بیخ کنی کرتے ہین جا بجا میرے بیانون کی تصدیق فرماتے ہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ بطور التقاط اوسکی عبارت نقل کرون اور اپنے جواب کا ضمیمہ اوسے قرار دون ❊

عبارت شرح مقاصد صفحہ ۱۰۴ جلد ۲ ❊

الوجه الثالث ان کلامه لو کان ازلیا لزم الکذب فی اخباره لان الاخبار بطریق المضی کثیر فی کلام الله تعالی مثل انا ارسلنا وقال موسی وعصی فرعون الی غیر ذلک وصدقه یقتضی سبق وقوع النسبة ولا یتصور السبق علی الازل فتعین الکذب وهو محال اما اولا فباجماع العلماء واما ثانیا فبما تواتر من اخبار الانبیاء علیهم السلام الثابت صدقهم بدلالة المعجزات من غیر توقف علی ثبوت کلام الله تعالی فضلا عن صدقه واما ثالثا فلان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو علی الله محال لما فیه من امارة العجز او الجهل او العبث واما رابعا فلانه لو اتصف فی الازل بالکذب فی خبره لامتنع صدقه

ف: هذا وجه ثالث للمعتزلة لابطال الکلام النفسی القدیم الثابت عند الاشاعرة والماتریدیة وغیرهما من اهل السنة والجماعة رحمهم الله ۱۲

فیہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ لکنا نعلم بالضرورۃ ان من علم النسبۃ لا یمتنع علیہ ان یخبر عنہا
علی ما ہی علیہ و طرد ہذا الوجہ فی کلامہ المنتظم من الحروف المسموعۃ انہ عبارۃ عن کلامہ
الازلی و مرجع الصدق والکذب الی المعنی واما وجہ استحالۃ النقص ففی کلام البعض انہ لا یتم الا علی
رای المعتزلۃ القائلین بالقبح العقلی قال امام الحرمین لا یمکن التمسک فی تنزیہ الرب تعالی عن الکذب
بکونہ نقصا لان الکذب عندنا لا یقبح لعینہ وقال صاحب التلخیص الحکم بان الکذب نقص ان
کان عقلیا کان قولا بحسن الاشیاء وقبحہا عقلا وان کان سمعیا لزم الدور وہذا مبنی علی ان
مرجع الادلۃ السمعیۃ الی کلام اللہ تعالی وصدقہ وان تصدیقہ النبی علیہ الصلوۃ والسلام بالمعجزات
اخبار خاص وقد عرفت ما فیہ وقال صاحب المواقف لم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل وبین القبح
العقلی بل ہو ہو بعینہ وانا اتعجب من کلام ہؤلاء المحققین الواقفین علی محل النزاع فی مسئلۃ
الحسن والقبح والجواب ان کلامہ فی الازل لا یتصف بالماضی والحال والمستقبل لعدم الزمان آہ

شارح مقاصد کے اس قول سے میرے چند دعاوی کی تائید ہوتی ہے جو میں نے جواب مذکور میں کیے
ہیں اول یہ کہ کذب باریتعالی باجماع علماء و اتفاق عقلاء محال و ممتنع ہے دوسرے یہ کہ کذب صفت
نقصان باتفاق عقلاء ہے اور وہ باریتعالی میں محال ہے تیسرے یہ کہ کلام نفسی و لفظی میں درباب
اتصاف بصدق و کذب ملازمہ ہے جن ادلہ سے کلام نفسی کا امتناع کذب ثابت ہوگا انہیں سے
بذریعہ مقدمہ وجدانیہ حقہ کے کہ کلام لفظی تعبیر و عنوان کلام نفسی کا ہے اور مناط صدق و کذب کا معنے ہے
ہی کلام لفظی کا بھی امتناع کذب ثابت ہو جائیگا چوتھے یہ کہ صاحب مواقف و شارح مواقف کا گمان ہے
کہ اول و دوم دلیل سے امتناع کذب باریتعالی کلام نفسی میں ثابت ہوتا ہے نہ لفظی میں باطل و خلاف ہے

عـه ہذا جواب عن الامتناع عن [illegible] توجیہ الثالث للمعتزلۃ [illegible] الجواب منع لزوم الکذب والتقریر واضح

عـه [illegible] کلام [illegible] دلیلین امتناع کذب [illegible] باری کی [illegible]

بلکہ دونون کلامون مین بعونت مقدمہ جلیہ امتناع کذب مقرر و محقق ہوگا پانچوین یہ کہ باریتعالی
کا نقائص سے منزہ ماننا شرع پر موقوف نہین ہے اگرچہ اشاعرہ کے نزدیک حسن و قبح اشیا شرعی ہے
عقلی نہین اور اسمین تامل کرنا یا اسکے خلاف کہنا نہایت تعجب ہے ایسے محققون سے جیسے امام الحرمین
اور صاحب مواقف ہین کیونکہ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ اشیا کا حسن و قبح بمعنے نقصان
و کمال بالاتفاق عقلی ہے اور تنزیہ باریتعالی مین کذب و غیرہ کو قبیح کہنا اسی معنی کے لحاظ سے ہے
نہ اُن معنی کی نظر سے جنکے عقلی اور شرعی ہونےمین نزاع ہی پھر تامل کرتے ہین اور یہ پانچون امور
میرے رسالہ مین تفصیل وار گذر چکے اور یہان سے اونکی بخوبی تائید ہوگئی پس کلام شارح مقاصد کا
میرے مفید ہوا نہ میرے مخالفین کے فللہ الحمد حمدًا کثیرا و علی نبیہ الصلوۃ والسلام کبیرا
عبارت صفحہ ۱۷۲ جلد ۲ و طریقۃ اہل السنۃ ان العالم حادث الخ ولا یصح علیہ الحرکۃ
ولا الانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا النقص اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت
کا مذہب و مشرب عدم امکان کذب باریتعالی ہے مثل امتناع جہل باریتعالی و دیگر نقائص کے پس شارح
مقاصد امتناع کذب باریتعالی کے قائل ہوئے نہ امکان کذب کے الحمد للہ والصلوۃ والسلام
علی رسول اللہ عبارت صفحہ ۱۷۹ جلد ۲ وخامسًا ان مجرد اظہار المعجزۃ علی یدہ یفیدنا العلم
بصدقہ و بتصدیق اللہ ایاہ من غیر افتقار الی اعتبار کلام واخبار ومن ہہنا یصح التمسک بخبر النبی
فی اثبات الکلام وامتناع الکذب والنقص علی ما مر والی ہذا یشیر ما قال امام الحرمین انا نجعل اظہارہا
المعجزۃ تصدیقا بمنزلۃ ان یقول جعلتہ رسولا وانشأت الرسالۃ فیہ کقولک جعلتک وکیلا
واستنبتک لشانی من غیر قصد الی اخبار و اعلام بما ثبت و محصولہ انہ یعتبر القول فیہ

انشاء لا اخبار اما لو حملنا نفی الکذب عنہ لغیر خبر النبی علی ما سبق فلا اشکال یہ کلام جواب ہے
منکرین نبوت کے استدلال کا خلاصہ اُنکے استدلال کا یہ ہی کہ مدار نبوت کے ثبوت کا معجزے پر ہے
اور معجزے کا دال ہونا باریتعالی کے امتناع کذب پر موقوف اور امتناع کذب باریتعالی اگر شرعی ہے
تو یہ صریح دور ہے اور اگر عقلی ہے تو یہ دو امر پر موقوف ہے اول یہ کہ کذب قبیح ہے دوم یہ کہ باریتعالی قبائح
سے منزہ ہے اور یہ دونوں مقدمہ ممنوع ہین وعبارتہم ہٰکذا و بعد تسلیم انتفاء الاحتمالات
وکون المعجزۃ بمنزلۃ صریح القول من اللہ تعالی بان المدعی صادق فہو لا یوجب صدقہ
الا بعد استحالۃ الکذب فی اخبار اللہ تعالی ولا سبیل الی ذلک بدلیل السمع للزوم الدور
ولا بدلیل العقل لان غایتہ ان الکذب قبیح وہو علی اللہ تعالی مستحیل وثبوت المقدمتین بغیر
دلیل السمع فی حیز المنع اس دلیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باریتعالی کے کذب کو ممتنع نہ ماننا
منکرین نبوت کا مذہب ہے اعاذنا اللہ عن ذلک ملخص جواب شارح مقاصد کا یہ ہے کہ اول تو معجزہ کا
صرف اظہار بدون اعتبار کلام واخبار من اللہ تعالی مفید صدق مدعی نبوت ہے یعنی معجزے کی دلالت
صدق نبی پر حالی ہے قالی نہین پس حاجت صریح قول کی نہوئی تاکہ اُسکے صدق وکذب مین کلام
کیا جاوے بنا برین علی ہذا اگر ہم امتناع کذب باریتعالی کو شرعی قرار دین دور کا وہم بھی نہین جاتا اسلیے
کہ نبی کا صدق معجزے سے ثابت ہوا بدون لحاظ کرنے باریتعالی کے تکلم کے اور باریتعالی کا متکلم اور
ممتنع الکذب اور واجب الصدق ہونا نبی کے قول سے ثابت ہوا فاین الدور چنانچہ بحث کلام مین
شارح نے نص کیا ہے ہٰکذا المبحث السادس فی انہ متکلم تواتر القول بذلک عن الانبیاء علیہم
السلام وقد ثبت صدقہم بدلالۃ المعجزات من غیر توقف علی اخبار اللہ تعالی عن صدقہم بطریق

التکلم لیلزم الدور اور دوسرے یہ کہ ہم ابحاث سابقہ مین باریتعالی کے کذب کے امتناع کو عقلی
ثابت کر آئے ہین پس منع کے کیا معنے لان المنع مطالبة الدلیل وقد مر الدلیل جواب شارح
سے خوب واضح ہو گیا کہ باری تعالی کے کذب کا امتناع شرع سے بھی ثابت ہوسکتا ہے اور عقل سے
بھی پس شرعی بمعنے ماورد بہ الشرع ہوا نہ بمعنے ما یتوقف علی الشرع اور یہی امر مین رسالہ ہذا مین
ثابت کر چکا ہون فللہ الحمد عبارت صفحہ ۲۲۶ جلد ۲ الثالث الایات والاحادیث الواردة
فی تحقیق الثواب والعقاب یوم الجزاء فلو لم یجب و جاز العدم لزم الخلف والکذب ورد بان غایته
الوقوع البتة وهو لا یستلزم الوجوب علی الله والاستحقاق من العبد علی ما هو المدعی هذا
والمذهب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب وحینئذ یتاکد الاشکال وسنتکلم علیه
فی بحث العفو ان شاء الله تعالی یہ قول شارح مقاصد کا (وحینئذ یتاکد الاشکال) برہان قوی ہے
اس امر پر کہ مجوزین خلف فی الوعید پر اشکال امکان کذب باریتعالی لازم آتا ہے پس اگر شارح مقاصد
کے نزدیک امکان کذب باریتعالی محقق ہے تو اشکال کے کیا معنے ہونگے چہ جائیکہ تاکد اشکال
اور اسکے حوالہ کی بحث آئندہ پر کیا حاجت ہے بلکہ اسکا اتنا ہی جواب کافی ہے کہ کذب باریتعالی ہمارے
نزدیک محال نہین ہے فالتالی لیس بباطل حتی یستدل ببطلانه علی بطلان المقدم اور جس امر کا
شارح نے بحث عفو مین بیان کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ یہ ہے عبارت صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ تمسک القائلون
بجواز العفو عقلا وامتناعه سمعا وهم البصریون من المعتزلة وبعض البغدادیة بالنصوص الواردة
فی وعید الفساق واصحاب الکبائر اما بالخصوص کقوله تعالی فی اکل اموال الناس (ومن یفعل ذلک
عدوانا وظلما فسوف نصلیه نارا) وفی التولی عن الزحف (ومأواه جهنم وبئس المصیر) وفی تعدی

حدود المواریث یدخله نارا خالدا فیها واما بالدخول فی العمومات المذکورة فی بحث الخلود
واذا تحقق الوعید فلو تحقق العفو وترک العقوبة بالنار لزم الخلف فی الوعید والکذب فی الاخبار
واللازم باطل فکذا الملزوم واجیب بانهم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنة
علی ما مر والخلف فی الوعد لوم لا یلیق بالکریم وفاقا بخلاف الخلف فی الوعید فانه ربما
یعد کرما والقول بالاحباط وبطلان استحقاق الثواب بالمعصیة فاسد کما مر فکیف کان
ترک عقابهم بالنار خلفا مذموما ولم یکن ترک ثوابهم بالجنة کذلک والدفع بانه لو صح
ان یخلف الوعید لصح ان یسمی مخلفا لیس بشیء لان کثیرا من افعاله بهذه الحیثیة اعنی
لا یصح اطلاق اسم الفاعل ههنا علیه لایهام النقص کما انه متکلم بالمجاز ولا یسمی متجوزا
وکذا لا یسمی ماکرا ومستهزئا ونحو ذلک بل مع انه ینجز وعد الثواب لا یسمی منجزا نعم لزوم
الکذب فی اخبار الله تعالی مع الاجماع علی بطلانه ولزوم تبدیل القول مع النص الدال علی
انتفائه مشکل فالجواب الحق ان من تحقق العفو فی حقه یکون خارجا عن عموم اللفظ بمنزلة
التائب اس تقریر سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ جواز خلف فی الوعید اگرچہ اسکو بعض نے کرم
کہا ہے مگر بجہت لزوم جواز کذب باریتعالی اور تبدیل قول الہی مشکل ہے اسیواسطے اس جواب کو
چھوڑکر دوسرا جواب اختیار کیا ہے اور اسکو حق کہا ہے جس سے اشعار ہوتا ہے کہ جواب جواز خلف
فی الوعید باطل ہے اسوجہ سے کہ امر باطل کو مستلزم ہے اور یہی امر رسالہ ہذا مین مقرر ہوچکا ہے
الحمد للہ عبارت صفحہ ۲۳۷ جلد ۲ وللامام الرازی ههنا جواب الزامی وهو ان صدق
کلامه لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبه لان ما ثبت قدمه امتنع عدمه اما عندکم فان امتنع

كذبه لكونه قبيحا فلم قلتم ان هذا الكذب قبيح وقد توقف عليه العفو الذي هو غاية الكرم وهذا
كمن اخبر انه يقتل زيدا غدا ظلما ففي الغد اما ان يكون الحسن قتله وهو باطل واما تركه فتعين وهو الحق
لكنه لا يوجد الا عند وجود الكذب وما لا يوجد الحسن الا عند وجوده حسن قطعا فهذا الكذب حسن قطعا
ويمكن دفعه بان الكذب في اخبار الله تعالى قبيح وان تضمن وجوها من المصلحة وتوقف عليه نوع
من الحسن لما فيه من مفاسد لا تحصى ومطاعن في الاسلام لا تخفى منها مقال الفلاسفة
في المعاد ومجال الملاحدة في العناد ومنها بطلان ما وقع عليه الاجماع من القطع بخلود الكفار
في النار فان غاية الامر شهادة النصوص القاطعة بذلك واذا جاز الخلف لم يبق القطع الا عند
شرذمة لا يجوزون العفو عنهم في الحكمة على ما يشعر قوله تعالى افنجعل المسلمين كالمجرمين
ما لكم كيف تحكمون وغير ذلك من الايات ووجه التفرقة ان العاصي قلما يخلو عن خوف
عقاب ورجاء رحمة وغير ذلك من خيرات تقابل ما ارتكب من المعصية اتباعا للهوى بخلاف
الكافر وايضا الكفر مذهب والمذهب يعتقد للابد وحرمته لا تحتمل الارتفاع اصلا فكذلك
عقوبته بخلاف المعصية فانها بوقت الهوى والشهوة واما من جوز العفو عقلا والكذب
في الوعيد اما قولا لجواز الكذب المتضمن للفعل الحسن او بانه لا كذب بالنسبة الى المستقبل فمع
صريح اخبار الله تعالى بانه لا يعفو عن الكافر ويخلده في النار فجواز الخلف في عدم وقوع مضمون
هذا الخبر محتمل ولما كان هذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الكذب في خبر الله تعالى باطل قطعا
اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کذب اگرچہ ہزار مصلحت کو متضمن ہو اور اسپر ہزار ہا امور
حسنہ موقوف ہوں ہرگز اوسکا قبح زائل نہیں ہوتا اور اوسمیں لا تحصی مفاسد و مطاعن

مرکوز ہین اور جواز خلف فی الوعید بھی ہزارہا مطاعن کو موجب ہے پس جواز خلف فی الوعید و جواز کذب باریتعالی دونون قطعاً باطل ہین اور یہان سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ سید سند نے جو استحالہ کذب باری کو ممنوع کیا ہے وہ الزاماً کہا ہے اسلئے کہ اسی بحث کا جواب لکھا ہے اور مبہم چھوڑ دیا ہے نہین نص کیا ہے کہ عدم استحالہ ہمارا مذہب ہے یا معتزلہ کا اور امام فخر الدین رازی نے تصریح کردی ہے کہ ہم الزاماً کہتے ہین کہ استحالہ کذب کا معتزلہ کے نزدیک بجہت قبح ہے اور یہان قبح نہین ہے بجہت مصلحت عفو و کرم کے اور اسی امر کو ہم رسالہ مین تفصیل وار بیان کرچکے ہین اور یہی تحقیق رسالہ ہذا مین مکرر گذر چکی ہے فللہ الحمد اولاً و آخراً و علے رسولہ الصلوۃ والسلام فی الدنیا والآخرۃ

التماس مؤلف

اہل حق کی خدمت مین التماس ہے کہ مین نے یہ رسالہ کسی نفسانی غرض سے نہین لکھا بلکہ محض بنظر خیر خواہی اسلام اور اہل اسلام لکھا ہے اور حمیت دینی اس تحریر کا باعث ہوئی ہے امکان کذب باریتعالی ایسا تاریک خیال ہے کہ جسکے دلمین نور ایمان کی جھلک ہے وہ ہرگز اس ظلمت کے پاس نہ آئیگا اور ایسی مہیب صدا ہی کہ جو مسلمان سنیگا وہ تھرا جائیگا مگر عوام کی دھوکا کھانے اور دشمنان دین کے طعن کرنیکا نہایت خوف ہوا اسی وجہ سے مین نے یہ محنت گوارا کی اگر پسند خاطر ہو تو سمجھیں کہ اُس ذات جامع الکمالات کیطرف سے ہی جو ہر طرح کے نقص و عیب سے منزہ ہے اور اگر کوئی نقص دیکھیں تو اس ہمہ تن عیب کیطرف منسوب کرین (وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء) اور اگر بنظر محبت اسلامی اس خاکسار کو اطلاع دین تو بہتر ہی مگر ایسا نہ کرین کہ بغیر نہایت غور و فکر کے جھٹ پٹ رد کرنے پر مستعد ہو جاوین بزرگون کے اس مقولہ پر نظر

رکھیں ۹ ذکرہ من عائب قولا صحیحا + وآفتہ من الفھم السقیم + اور یہ بھی ملحوظ خاطر ر
کیا ہے ایسا نہو کہ بڑھتے بڑھتے ایسی نوبت پہونچے کہ میری مخالفت اور تغلیط مین ج
ایمان علی الاعلان تشریف لیجائین (اعاذنا اللہ منہ) اور دشمنان دین خوب مضحکہ اڑ
اگر تعصب قبول حق سے باز رکھے اور خواہ مخواہ رد کیے پر آمادہ کرے تو اونہین دو امر ونکا لحاظ ضرور
کہ اپنے دعوی کو کسی نص صریح سے ثابت کرین اپنے خیالات اور استنباطات پر قناعت نفرمائین ک
اعتقادیات مین ہے اور امر اعتقادی کسی کا استنباط سے ثابت نہین ہوتا بلکہ اسکے لئے ثبوت قط
کما ھو مبین فی موضعہ اور ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کرین کہ سچ
کر الزامی قول کو اونکا عقیدہ خیال کرلین دوسرے کسی مستند شخص کے نام سے تحریر ہو اور ا
دونون امرونکا لحاظ نہوگا تو وہ تحریر لائق عتاب بھی جائیگی +

اشتہار

ایمان والونکو مژدہ ہو کہ از نون نادر رسالہ تنزیہ الرحمن عن شائبة الکذب والنقصان جو یک
حضرت مولنا احمد حسن صاحب عم فیضہم کی تحقیقات نادرہ سے ہے سنہ ۱۳۰۷ھ مین چھپکر اہل ایمان کیلئے جز
صاحبان بصر کیلئے قوت نظر ہوا ہے اس گوہر گرانمایہ کی خریداری جنھین منظور ہو وہ چار آنہ قیمت اور
محصولڈاک جملہ ۴ بھیجکر مدرسہ دار العلوم کانپور سے مشتہر سے طلب فرمائین جو دس بیس نسخے خرید کرینگے اونکو
کیجائیگی حق تالیف محفوظ رکھا گیا ہے کوئی صاحب بلا اجازت جناب مولف طبع کا عزم نکرین جس
منظور ہون مشتہر سے طلب فرمائین + المشتہر

حافظ امیر الدین مدرسہ دار العلوم کانپ